روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۰

آریہ دھرم ۔ ست بچن

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کر کے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں۔

ا۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورۃ : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں۔

ب۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

ج۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ان رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے۔ آمین

خاکسار

الناشر

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت

رُوحانی خزائن کی یہ دسویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب "آریہ دھرم"۔ "ست بچن" اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر مشتمل ہے۔ پہلی دو کا زمانۂ تصنیف ۱۸۹۵ء ہے اور تیسری کا ۱۸۹۶ء۔ "آریہ دھرم" اور "ست بچن" تقریباً ایک ہی وقت میں لکھی گئی تھیں اور ایک ہی وقت میں شائع ہوئیں۔

آریہ دھرم

"آریہ دھرم" کی تالیف کی وجہ یہ ہوئی کہ قادیان کے آریہ سماجیوں نے پادریوں کی نقل کرتے ہوئے سیّد المعصومین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نہایت گندے اور ناپاک الزامات لگائے۔ اور بذریعہ اشتہار ان کی اشاعت کی۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ پنڈت دیانند صاحب آریوں پر زور دے رہے ہیں کہ وہ نیوگ کو اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں میں وید کی شرائط کے موافق رائج کریں تو مسئلہ نیوگ کے متعلق آپؑ نے پوری تحقیق کی۔ اور اپنی تحقیقات کا نتیجہ اس کتاب میں ذکر کیا۔ اور نیوگ کی بُرائیاں اور مفاسد الم نشرح کیں اور تعجب کا اظہار فرمایا کہ نیوگ پر جو صریح زنا کاری ہے عمل کرنے والے بھی سیّد المعصومین والمطہرینؐ پر ناپاک الزام لگاتے ہیں۔ اور اسلام کی اخلاقی تعلیم پر معترض ہیں۔ الغرض آپؑ نے اس کتاب میں نیوگ پر تفصیلی بحث کی ہے اور اسلام کے مسئلہ طلاق و متعہ وغیرہ پر آریوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ اور فلسفۂ طلاق بیان فرمایا ہے۔

اور آخر کتاب میں مذہبی مباحثات سے متعلق تمام مذاہب سے خطاب کرتے ہوئے گورنمنٹ کی خدمت میں ایک قانون پاس کرنے یا سرکلر جاری کرنے کیلئے ایک نوٹس اور ایک درخواست کا مضمون بھی لکھا ہے جس پر متعدد صوبہ جات اور مقامات کے مسلمانوں نے دستخط اور مواہیر بھی ثبت کیں اور گورنمنٹ سے یہ التماس کی ہے کہ وہ مذہبی مباحثات کے لئے یہ قانون پاس کرے یا سرکلر جاری کرے کہ اہل مذاہب معترضین دو امر کے ضرور پابند رہیں۔ اوّل۔ کوئی معترض ایسا اعتراض دوسرے فرقہ پر نہ کرے جو خود معترض کی ان کتابوں پر پڑتا ہو جن پر اُس کا ایمان ہے۔ دوم۔ اگر کوئی فریق اپنی مسلمہ کُتب کے نام بذریعہ چھپے ہوئے

اشتہار کے شائع کرے تو کوئی معترض اُن کتابوں سے باہر نہ جائے۔ اور اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرے۔ تو دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں مندرجہ سزا کا مستوجب ہو۔ مگر قارئین کرام یہ سنکر حیران ہونگے کہ جس قانون کے نافذ ہونے سے عیسائیوں اور آریوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر اعتراض کرنے سے زبان بند ہوسکتی تھی۔ اس درخواست کی مخالفت مسلمان کہلانے والے مولویوں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کی۔ (دیکھو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ ۱۲ صفحہ ۳۶۱)

نوٹ: نظم مندرجہ آریہ دھرم صفحہ ۔۔۔ کے متعلق حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری وثوق اور یقین سے فرماتے ہیں کہ یہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہیں۔ اور حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل فرماتے ہیں کہ مجھے تو یہاں تک یاد پڑتا ہے کہ خود حضرت میر صاحب نے بھی مجھ سے ایسا ذکر کیا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا ہم نے بھی ایسا ہی سُنا ہے۔

ست بچن

کتاب ست بچن کی تالیف سے غرض جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے پنڈت دیانند کے باوا نانکؒ پر بے جا الزامات مندرجہ ستیارتھ پرکاش کا رفع دفع کرنا ہے تا آریہ لوگ جنہیں خدا کا خوف نہیں وہ اس حقانی انسان کی راست گفتاری اور راست روی کو غور سے دیکھیں اور ہوسکے تو اُس کے نقشِ قدم پر چلیں۔ دوسرے باوا نانکؒ صاحب کا یہ عقیدہ اور مذہب دنیا پر ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ قول و فعل کے لحاظ سے سچے مسلمان تھے۔ انہوں نے ویدوں سے دستبرداری کا اظہار کیا اور اسلامی عقائد کو اختیار کیا اور اپنے اشعار میں یہ اقرار کیا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی مدار نجات ہے۔ اسلام کے مشائخ سے بیعت کی۔ اولیاء کے مقابر پر چلہ نشینی اختیار کی۔ دو حج کئے۔ اپنے چولہ کو آئندہ نسلوں کیلئے بطور وصیت نامہ چھوڑ گئے۔

چولہ باوا نانکؒ

چولہ صاحب باوا نانکؒ کے مسلمان ہونے کی ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چولہ صاحب کے متعلق یہ علم ہوا کہ سکھ کتب میں لکھا ہے کہ وہ چولہ آسمان سے اُترا تھا اور قدرت کے ہاتھ سے لکھا گیا۔ اور یہ کہ اُس پر قرآن لکھا ہوا ہے۔ اور وہ باوا صاحب کی ایک مقدس یادگار کے طور پر ڈیرہ بابا نانک میں محفوظ ہے۔ تو آپ نے مفصّل تحقیقات کے لئے ایک وفد ڈیرہ بابا نانک بھیجا۔ (دیکھو جلد ہذا صفحہ ۱۴۴) اُن کی رپورٹ سُننے پر کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اور ایسا ہی کئی اور آیات بھی ہیں آپ نے مناسب سمجھا کہ اس تاریخی شہادت کو جو یقینی طور پر باوا صاحبؒ کا مسلمان ہونا ثابت کرتی ہے بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ بعد استخارہ مسنونہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء

بروز پیر دس اصحاب کو اپنے ساتھ لے کر بگوں پر ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے اور چولہ ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا کہ واقعی اس پر قرآن کی بعض سورتیں اور آیات اور کلمہ شہادت وغیرہ لکھی ہیں ۔ ساتھ جانے والوں کے نام اور چولہ دیکھنے کے تفصیلی کوائف اِس جلد کے صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۵ پر درج ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد دیگر مذاہب پر دین اسلام کی حقیت و صداقت ثابت کرنا ازل سے مقدر تھا ۔ سکھ مذہب اسلام کے کئی سو سال بعد جاری ہوا تھا ۔ آپؑ کا یہ کام بھی تھا کہ اس نئے مذہب کا بطلان بھی ثابت کرتے ۔ سو اللہ تعالےٰ نے آپؑ کے ذریعہ یہ حقیقت ظاہر کر دی جو صدہا سال سے مستور تھی کہ ان کے بانی گرو یعنی حضرت بابا نانک صاحب گو پیدائشی ہندو تھے لیکن بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور اُن کی مقدس یادگار چولہ صاحب جو وہ بطور وصیت نامہ کے چھوڑ گئے اُن کے مسلمان ہونے کی ایک یقینی اور قطعی شہادت ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں مقدر یہی تھا کہ وہ ہمارے زمانہ تک محفوظ رہے ۔ تاہم باوا صاحب کو بے جا الزاموں سے پاک کر کے اُن کا اصل مذہب ظاہر کریں ۔ اور چولہ پر جو لکھا ہے اُس کا دیکھنا ہم سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوا ۔ اور اس وقت تک چولہ باقی رہنے میں یہی حکمت تھی کہ وہ ہمارے وجود کا منتظر تھا ۔

پس اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ باوا نانکؒ کا مسلمان ہونا ظاہر کر دیا ۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جب کبھی سکھ قوم سنجیدگی سے اپنے گرو کا اصل مذہب معلوم کرنے کے لئے تحقیق کرے گی تو اُس پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ درحقیقت اسلام کے شیدائی تھے ۔ اور یہ کتاب ست بچن اُن کے لئے حقیقی رہنما کا کام دے گی ۔ جیسا کہ پہلے بھی اس کتاب کو پڑھ کر بہت سے سکھ مسلمان ہو چکے ہیں ۔ چنانچہ مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے بحوالہ اخبار خالصہ سماچار امرتسر مؤرخہ ۸ ردسمبر ۱۸۹۹ء و اخبار خالصہ چار ادھ شتابدی نمبر ۱۹۵۰ بحوالہ پیغام صلح ۲ر جولائی ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۴ تاریخ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۳۷۱ میں لکھا ہے :۔

" ایک سکھ بھائی دیر سنگھ ڈیلٹ نے ۱۸۹۹ء میں لکھا تھا کہ ست بچن کے اثر سے کئی سکھ شیخ صاحب میں تبدیل ہو چکے ہیں ۔"

نیز بحوالہ سوانحعمری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر صفحہ ۱۰۱ مصنفہ گنڈا رام بحوالہ "تحریک احمدیت کا سکھوں پر اثر" لکھا ہے :۔

" کہ پنڈت لیکھرام نے ذکر اذکار کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی نے اِس چولہ کی

جو گورو نانک مکّہ سے ہمراہ لائے تھے کچھ روپے مہنت کو دے کر اس پر سے عربی آیات وغیرہ کی نقل کر لی ہے۔ اب مرزا جی گورو نانک جی کو مسلمان قرار دے رہے ہیں۔ معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں تو مَیں نے اُن سے یہ شرط پیش کی تھی کہ مہنت مذکور سے چولہ لے کر میرے حوالہ کریں۔ مَیں جلسہ کرکے روبروئے عام لوگوں کے اس کو ماچس لگا کر جلا دونگا۔ بعد اس کے جواب لکھونگا۔ انہوں نے مہنت سے چولہ لینے کی معذوری ظاہر کی اور مَیں نے خاموشی اختیار کی۔"

سکھ اصحاب پنڈت لیکھرام سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے چولہ صاحب کے متعلق نئی نئی روایات اختراع کرنا شروع کر دیں اور پھر لاجواب ہو کر جنم ساکھی کے نئے ایڈیشن میں جو سمت ۴۲۸ نانک شاہی میں شائع ہوا چولہ صاحب کے متعلق لکھ دیا کہ

" وہ چولہ آسمان پر اُڑ گیا۔ پھر کبھی نہ آیا۔"

(دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا ص ۴۳۸ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور)

اس کھلی تحریف کے علاوہ جو جنم ساکھی اگلے سال شائع ہوئی اُس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ متعدد اقتباسات کو اپنے مطلب کے مطابق تبدیل کر دیا گیا۔ تحریف کا یہ دروازہ کھلنا ہی تھا کہ چند برسوں کے اندر اندر سکھ لٹریچر کا ایسا حلیہ بگڑا کہ خود سکھ وِدوان پکار اُٹھے۔

" کہ روزانہ نئی نئی بناوٹیں بنا کر سکھ تاریخ میں ناخوشگوار اور عجیب و غریب تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ سکھ تاریخ کو حسب پسند سانچہ میں (جس کا سچائی سے بالکل کوئی واسطہ ہی نہیں) ڈھالا جا رہا ہے۔ [۱]"

اب سکھ جو چاہیں کریں لیکن چولہ صاحب کی یہ کرامت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ تک محفوظ رہا۔ اور چونکہ اس پر قرآنی سورتیں اور آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اس لئے آج تک ان میں کوئی تبدیلی بھی نہ کر سکا۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں اس کا عکس شائع کرکے رہتی دنیا تک کے لئے اُسے محفوظ کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

اُٹھو جلد تر لاؤ فوٹو گراف	ذرا کھینچو تصویر چولے کی صاف
کہ دنیا کو ہرگز نہیں ہے بقا	فنا سب کا انجام ہے جز خُدا

[۱] ترجمہ از گوربرنرتے حصہ دوم ص ۲ بحوالہ پیغام صلح ۲ر جنوری ۱۹۵۲ء

سو لو عکس جلدی کہ اب ہے ہراس   مگر اس کی تصویر رہ جائے پاس
یہ نُورِ خدا ہے خدا سے مِلا :   ارے جلد آنکھوں سے اپنی لگا

پس چولے پر جو کچھ لکھا ہُوا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب میں درج ہو کر ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو گیا۔ اب حقائق پر پردہ ڈالنے والوں کی تمام مساعی اور ان کو مسخ کرنے والوں کے سب منصوبے رائیگاں اور بے سود ہیں۔

اور حضرت باوا نانک کے اسلام کی اس قطعی اور یقینی شہادت سے آپؑ کا ایک خواب پورا ہوا جس میں آپؑ نے باوا نانکؒ کو مسلمان دیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" ایک دفعہ مَیں نے باوا نانک صاحب کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے تئیں مسلمان ظاہر کیا ہے اور مَیں نے دیکھا کہ ایک ہندو اُن کے چشمہ سے پانی پی رہا ہے۔ مَیں نے اُس ہندو کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے۔ ہمارے چشمہ سے پانی پیو۔ تیس برس کا عرصہ ہُوا جبکہ مَیں نے یہ خواب یعنی باوا نانک صاحب کو مسلمان دیکھا اُسی وقت سب ہندوؤں کو سُنایا گیا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ اس کی تصدیق پیدا ہو جائیگی۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال صفائی پُوری ہوگئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ ہمیں دستیاب ہو گیا۔ کہ جو ایک صریح دلیل باوا نانک کے مسلمان ہونے پر ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۰۳-۲۰۴)

اور فرماتے ہیں :۔

" اور میری خواب میں جو باوا نانک صاحب نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ اِس سے یہی مراد تھی کہ ایک زمانہ میں اُن کا مسلمان ہونا پبلک پر ظاہر ہو جائیگا۔ چنانچہ اِسی امر کے لئے کتاب "ست بچن" تصنیف کی گئی تھی۔ اور یہ جو مَیں نے ہندو کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمہ سے پانی پیو۔ اس سے یہ مراد تھی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اہلِ ہنود اور سکھوں پر اسلام کی حقانیت صاف طور پر کھل جائیگی اور باوا صاحب کا چشمہ جس کو حال کے سکھوں نے اپنی کم فہمی سے گدلا بنا رکھا ہے وہ میرے ذریعہ صاف کیا جائیگا۔ اور جس تعلق کو باوا صاحب نے ہندو قوم سے بڑی مردانگی اور دلیری کے ساتھ توڑ دیا تھا وہ توڑنا دوبارہ ثابت کر دیا جائیگا۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۰۵)

عیسائیت پر اتمام حجت

۱۸۹۵ء میں اگر ایک طرف آپؑ نے چولہ باوا نانک کے انکشاف سے ہندوؤں اور سکھوں پر صداقت اسلام

کی اتمام حجت کی تو دوسری طرف مرہم عیسیٰ کے انکشاف سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے واقعۂ صلیب کے بعد تیار کی گئی تھی عیسائیت پر اتمام حجت کی اور بدلائل قاطعہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور ان کے حواریوں نے ان کے زخموں کے لئے یہ مرہم تیار کی تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے ملک سے نکل گئے اور آخر کشمیر پہنچے اور سری نگر محلہ خان یار میں ان کی قبر موجود ہے۔ (دیکھو جلد ہذا صفحہ ۳۰۱-۳۱۰)

اور ظاہر ہے کہ موجودہ عیسائیت کی بنیاد کفارہ پر ہے اور کفارہ کی بنیاد مسیحؑ کی صلیبی موت ہے۔ پس مسیحؑ کے صلیب پر سے زندہ اترنے اور طبعی وفات پانے کے ثبوت سے موجودہ عیسائیت بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ اور مسیحؑ کی سری نگر میں قبر کا انکشاف آپؑ پر اسی سال یعنی ۱۸۹۵ء میں ہوا۔ گو بعد میں اس کے تائیدی شواہد بہت سے پیدا ہو گئے۔ اور مسیح موعود کی بعثت کا ایک بڑا مقصد جو احادیث میں کسر صلیب بیان ہوا تھا وہ پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایک غلطی کا ازالہ

جلد نہم کے آخر میں ہم نے "نور القرآن ۲" کے بعض ایڈیشنوں کی نقل کرتے ہوئے رسالہ "فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ" نور القرآن ۲ کے بعد شائع کر دیا لیکن درحقیقت یہ رسالہ "ست بچن" کا حصہ ہے (دیکھو صفحہ ۲۷۶ جلد ہذا) اس لئے اس رسالہ کو مع حاشیہ متعلقہ جس کا عنوان ہے "مرہم حواریین" جس کا دوسرا نام مرہم عیسیٰ بھی ہے اس جلد میں ہم دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

ایک صاحب سوامی سادھو شوگن چندر نامی جو تین چار سال تک ہندوؤں کی کائستھ قوم کی اصلاح و خدمت کا کام کرتے رہے تھے ۱۸۹۲ء میں انہیں یہ خیال آیا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ آخر انہیں ایک مذہبی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز سوجھی۔ چنانچہ اس نوعیت کا پہلا جلسہ اجمیر میں ہوا۔ اس کے بعد وہ ۱۸۹۶ء میں دوسری کانفرنس کے لئے لاہور کی فضا کو موزوں سمجھ کر اس کی تیاری میں لگ گئے[1]

سوامی صاحب نے اس مذہبی کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس کے پریذیڈنٹ

---

[1] رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۲۵۳-۲۵۴ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۸۹۷ء

ماسٹر درگا پرشاد اور چیف سیکرٹری چیفکورٹ لاہور کے ایک ہندو پلیڈر لالہ دھنپت رائے بی۔ اے۔ ایل ایل بی تھے۔
کانفرنس کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں قرار پائیں اور جلسہ کی کارروائی کے لئے مندرجہ ذیل
چھ موڈریٹر صاحبان نامزد کئے گئے :۔

۱ ۔ رائے بہادر بابو پرتول چند صاحب جج چیف کورٹ، پنجاب
۲ ۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور
۳ ۔ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب کول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں
۴ ۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین رضؓ صاحب طبیب شاہی
۵ ۔ رائے بھوانی داس صاحب ایم۔ اے اکسٹرا سیٹلمنٹ آفیسر جہلم
۶ ۔ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کمیٹی لاہور۔[۵]

سوامی شوگن چندر صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جلسہ کا اشتہار دیتے ہوئے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ اُن کے نامی علماء ضرور اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ اور لکھا کہ جو جلسہ اعظم مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے اس کی اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہو کر اُس کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور اُس کے دلائل اور براہین کو لوگ بخوبی سمجھ لیں۔ اور اس طرح ہر ایک مذہب کے بزرگ واعظ کو موقع ملے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائیاں دوسرے کے دلوں میں بٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اُس کو قبول کر لیں۔

اور آجکل مذاہب کے جھگڑوں کی وجہ سے دلوں میں سچے مذہب کے معلوم کرنے کی خواہش بھی پائی جاتی ہے اور اس کے لئے احسن طریق یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام بزرگان مذہب جو وعظ اور نصیحت اپنا شیوہ رکھتے ہیں ایک مقام میں جمع ہوں اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں سوالات مشتہرہ کی پابندی سے بیان فرمائیں۔ پس اس مجمع اکابر مذاہب میں جو مذہب سچے پرمیشر کی طرف سے ہوگا ضرور وہ اپنی نمایاں چمک دکھلائیگا۔ اسی غرض سے اس جلسہ کی تجویز ہوئی ہے اور ہر ایک قوم کے بزرگ واعظ خوب جانتے ہیں کہ اپنے مذہب کی سچائی ظاہر کرنا اُن پر فرض ہے۔ پس جس حالت میں

---

[۵] رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۲۵۳۔۲۵۴ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۸۹۷ء۔

اِس غرض کے لئے یہ جلسہ انعقاد پایا ہے کہ سچائیاں ظاہر ہوں تو خدا نے ان کو اِس غرض کے ادا کرنیکا اَب خوب موقع دیا ہے جو ہمیشہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

پھر انہیں ترغیب دیتے ہوئے لکھا :-

" کیا میں قبول کر سکتا ہوں کہ جو شخص دو بہروں کو ایک مہلک بیماری میں خیال کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اُس کی سلامتی میری دوا میں ہے اور بنی نوع کی ہمدردی کا دعویٰ بھی کرتا ہے وہ ایسے موقعہ میں جو غریب بیمار اس کو علاج کیلئے بُلاتے ہیں وہ دانستہ پہلو تہی کرے ؛ میرا دل اِس بات کے لئے تڑپ رہا ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ کونسا مذہب درحقیقت سچّائیوں اور صداقتوں سے بھرا ہُوا ہے ۔ اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے اس سچّے جوش کو بیان کر سکوں ۔"

اِس مذہبی کانفرنس یا جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں شمولیت کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں نے سوامی صاحب کی دعوت قبول کی اور دسمبر ۱۸۹۶ء کے بڑے دن کی تعطیلات میں بمقام لاہور ایک جلسۂ اعظم مذاہب منعقد ہُوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے کمیٹی جلسہ کی طرف سے اعلان کردہ پانچ سوالوں پر تقریریں کیں جو کمیٹی کی طرف سے بغرض جوابات پہلے شائع کر دیئے گئے تھے اور اُن کے جوابات کے لئے کمیٹی کی طرف سے یہ شرط لگائی گئی تھی کہ تقریر کرنے والا اپنے بیان کو حتی الامکان اس کتاب تک محدود رکھے جس کو وہ مذہبی طور سے مقدس مان چکا ہے ۔

سوالات یہ تھے :-

۱ ۔ انسان کی جسمانی ، اخلاقی اور رُوحانی حالتیں ۔

۲ ۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ ۔

۳ ۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے ؟

۴ ۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے ؟

۵ ۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں ؟

اِس جلسہ میں جو ۲۶ ردسمبر سے ۲۹ ردسمبر تک ہُوا سناتن دھرم ۔ ہندو ازم ۔ آریہ سماج ۔ فری تھنکر ۔ برہمو سماج ۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی ۔ ریلیجن آف ہارمنی ۔ عیسائیت ۔ اسلام اور سکھ ازم کے نمائندوں نے تقریریں کیں لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی جس وقت یہ تقریر حضرت مولوی عبدالکریم ؓ سیالکوٹی نہایت خوش الحانی کے ساتھ

پڑھ رہے تھے ۔ اُسوقت کا سماں بیان نہیں کیا جا سکتا ۔ کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین و آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو ۔ کوئی شخص نہ تھا جس پر وجد اور محویت کا عالم طاری نہ ہو ۔ طرزِ بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا ۔ اِس سے بڑھکر اِس مضمون کی خوبی کی اَور کیا دلیل ہو گی کہ مخالفین تک عش عش کر رہے تھے ۔ مشہور و معروف انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور نے باوجود عیسائی ہونے کے صرف اِسی مضمون کی اعلیٰ درجہ کی تعریف لکھی اور اِسی کو قابلِ تذکرہ بیان کیا ۔

یہ مضمون حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ کا لکھا ہُوا تھا ۔ اس مضمون کے مقررہ وقت میں جو دو گھنٹہ تھا ختم نہ ہونے کی وجہ سے ۲۹ ر دسمبر کا دن بڑھایا گیا ۔ "پنجاب آبزرور" نے اس مضمون کی توصیف میں کالموں کے کالم بھر دیئے ۔ پیسہ اخبار ۔ چودھویں صدی ۔ صادق الاخبار ۔ مخبر دکن و اخبار "جنرل و گوہر آصفی" کلکتہ وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اِس مضمون کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوئے ۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب والوں نے اس مضمون کو سب سے بالا تر مانا ۔ اِس مذہبی کانفرنس کے سیکرٹری دھنپت رائے بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کتاب "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" (دھرم مہوتسو) میں اِس تقریر سے متعلق لکھتے ہیں :—

"پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا ۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا ۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا ۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا ۔ مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے ۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیّا کیا گیا ۔ لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا ۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤساء ، عمائد پنجاب ، علماء و فضلاء ، بیرسٹر ، وکیل ، پروفیسر ، اکسٹرا اسسٹنٹ ، ڈاکٹر غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے ۔ اور ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی ۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگردِ خاص جناب مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی

مضمون پڑھنے کیلئے بھیجے ہوئے تھے۔ اِس مضمون کیلئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ اُن کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشا کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب وقت مقررہ کے گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کیلئے دیدیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرۂ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانی تھی لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کارروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہؤا اور شروع سے آخر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔"

عجب بات یہ ہے کہ جلسہ کے انعقاد سے قبل ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک اشتہار شائع کیا جس کی نقل درج ذیل ہے:۔

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسۂ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اُس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائیگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اِس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سُنیگا

---

* سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ اُن کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں۔ سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کیلئے آپ کے منشا کو پورا کرنے کیلئے تیار ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپکے جلسہ میں پڑھا جائیگا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کا نام درمیان میں آنے سے سچّے مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپکے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو اپنے پرمیشر یا یسوع کی عزت کا کس قدر پاس ہے اور وہ ایسے عظیم الشان قدوس کے نام پر حاضر ہونے کیلئے مستعد ہیں یا نہیں۔ منہ

مَیں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اُس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اُس میں چمک اُٹھیگا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اُس کے ہاتھ آجائیگی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف وگزاف کے داغ سے منزّہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن وجمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کسقدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہوجائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اُس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ مَیں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اُس ہاتھ کے چھونے سے اُس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اُس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا۔ اَللّٰہُ اَکْبَر خَرِبَتْ خَیْبَر۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول وحلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور بدعت کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی۔ یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائیگا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائیگی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اُس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب مَیں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کرکے ان معارف کے سننے کیلئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ اُنکی عقل وایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہونگے کہ وہ گمان نہیں کرسکتے ہونگے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطور نمونہ دو تین اخبارات کی آراء ذیل میں درج کر دی جائیں :—

سول اینڈ ملٹری گزٹ (لاہور) نے لکھا :—

" اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی میرزا غلام احمد قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت وحفاظت میں ماہر کامل ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دور و نزدیک سے مختلف فرقوں کا ایک جم غفیر امڈ آیا تھا۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اسلئے یہ لیکچر اُن کے ایک لائق شاگرد منشی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سُنایا۔ ۲۷ر تاریخ کو یہ لیکچر تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اس کو سُنا لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہُوا۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی حصہ بھی سُنا دونگا۔ اس لئے مجلس انتظامیہ اور صدر نے یہ تجویز منظور کر لی کہ ۲۹ر دسمبر کا دن بڑھا دیا جائے۔" (ترجمہ)

اخبار چودھویں صدی" (راولپنڈی) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اِس لیکچر پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا :—

" ان لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی رُوح رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہُوا۔ ۲۷ر دسمبر قریبًا چار گھنٹے اور ۲۹ر دسمبر کو دو گھنٹے تک ہوتا رہا کل چھ گھنٹے میں یہ لیکچر تمام ہُوا۔ جو حجم میں ۱۰۰ صفحے کلاں تک ہو گا۔ غرضیکہ مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین وتحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کیلئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سُنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے۔ عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم مَس کیا اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے جو بولتے تو بہت تھے مگر اُس میں جاندار بات کوئی نہیں تھی۔ بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو اِن سوالوں کا علیحدہ علیحدہ مفصل اور مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سُنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا۔

ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بیشمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا۔ اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں کے امتیاز کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ آ کر گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اُٹھ جاتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لیکچر بالکل معمولی تھا۔ وہی ملّائی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سُنتے ہیں۔ اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے لیکچر کے وقت کئی شخص اُٹھ کر چلے گئے تھے۔ مولوی صاحب ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے چند منٹ زائد کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔" (اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی مطابق یکم فروری ۱۸۹۷ء)

اخبار "جنرل و گوہر آصفی" کلکتہ نے ۲۴ر جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور اور فتح اسلام" کے دوہرے عنوان سے لکھا:۔

"پیشتر اس کے کہ ہم کارروائی جلسہ کی نسبت گفتگو کریں ہمیں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہمارے اخبار کے کالموں میں جیسا کہ اُس کے ناظرین پر واضح ہو گا یہ بحث ہو چکی ہے کہ اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کے لئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدنظر رکھ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا جن کے ساتھ ہمارے ایک اور مکرم مخدوم نے اپنی مراسلت میں تواردًا اتفاق ظاہر

کیا تھا۔ جناب مولوی سید محمد فخر الدین صاحب فخر نے بڑے زور کے ساتھ اس انتخاب کی نسبت جو اپنی آزاد مدلل اور بیش قیمت رائے پبلک کے پیش فرمائی تھی اُس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔ جناب سر سید احمد صاحب آف علیگڑھ کو انتخاب فرمایا تھا۔ اور ساتھ ہی اس اسلامی وکالت کا قرعہ حضرات ذیل کے نام نکلا تھا جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ جناب مولوی حاجی سید محمد علی صاحب کانپوری اور مولوی احمد حسین صاحب عظیم آبادی۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ ہمارے ایک لوکل اخبار کے ایک نامہ نگار نے جناب مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مصنف تفسیر حقانی کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا تھا۔"

اس کے بعد سوامی شوگن چندر کے اشتہار سے اُس حصہ کو نقل کر کے جس میں انہوں نے علمائے مذاہب مختلفہ ہند کو بہت عار دلا دلا کر اپنے اپنے مذہب کے جوہر دکھلانے کے لئے طلب کیا تھا۔ یہ اخبار لکھتا ہے :۔

" اس جلسے کے اشتہاروں وغیرہ کے دیکھنے اور دعوتوں کے پہنچنے پر کن کن علمائے ہند کی رگ حمیت نے مقدس دینِ اسلام کی وکالت کے لئے جوش دکھایا اور کہاں تک انہوں نے اسلامی حمایت کا بیڑہ اُٹھا کر حجج و براہین کے ذریعے فرقانی ہیبت کا سکہ غیر مذاہب کے دل پر بٹھانے کی کوشش کی ہے۔

ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کارکنانِ جلسہ نے خاص طور پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور سر سید احمد صاحب کو شریک جلسہ ہونے کے لئے خط لکھا تھا۔ حضرت مرزا صاحب تو علالت طبع کی وجہ سے بنفس نفیس شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ مگر اپنا مضمون بھیجکر اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو اس کی قراءت کے لئے مقرر فرمایا۔ لیکن جناب سر سید نے شریک جلسہ ہونے اور مضمون بھیجنے سے کنارہ کشی فرمائی۔ یہ اس بنا پر نہ تھا کہ وہ معمّر ہو چکے ہیں اور ایسے جلسوں میں شریک ہونے کے قابل نہ رہے ہیں۔ اور نہ اس بنا پر تھا کہ اُنہی ایام میں ایجوکیشنل کانفرنس کا انعقاد میرٹھ میں مقرر ہو چکا تھا بلکہ یہ اس بنا پر تھا کہ مذہبی جلسے اُن کی توجہ کے قابل نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی چٹھی میں جس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اخبار میں کسی اور وقت درج کرینگے صاف لکھ دیا ہے کہ وہ کوئی واعظ یا ناصح یا مولوی

نہیں۔ یہ کام واعظوں اور ناصحوں کا ہے۔ جلسے کے پروگرام کے دیکھنے اور نیز تحقیق کرنے سے یہ پتہ ملا ہے کہ جناب مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب دہلوی اور جناب مولوی احمد حسین صاحب عظیم آبادی نے اس جلسہ کی طرف کوئی جوشیلی توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہمارے مقدس زمرۂ علماء میں سے کسی اور لائق فرد نے اپنا مضمون پڑھنے یا پڑھوانے کا عزم بتایا۔ ہاں دو ایک عالم صاحبوں نے بڑی ہمت کرکے مانحن فیہا میں قدم رکھا مگر اکثار۔ اس لئے انہوں نے یا تو مقررکردہ مضامین پر کوئی گفتگو نہ کی یا بے سروپا کچھ ہانک دیا جیسا کہ ہماری آئندہ رپورٹ سے واضح ہوگا۔ غرض جلسہ کی کارروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدانِ مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے جو خاص آپ کی ذات کو اسلامی وکیل مقرر کرنے میں پشاور راولپنڈی۔ جہلم۔ شاہ پور۔ بھیرہ۔ خوشاب۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ وزیر آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ دہلی۔ انبالہ۔ ریاست پٹیالہ۔ ڈیرہ دون۔ الہ آباد مدراس۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن۔ بنگلور وغیرہ بلاد ہند کے مختلف اسلامی فرقوں سے وکالت ناموں کے ذریعہ مزیّن بدستخط ہو کر وقوع میں آیا تھا۔ حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔ بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی۔ اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ جو انتخاب تیر بہدف کی طرح روزِ روشن میں ٹھیک نکلا۔ اب اس کی مخالفت میں دم زدن کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے فخر و ناز کا موجب ہے۔ اس لئے اس میں اسلامی شوکت ہے۔ اور اسی میں اسلامی عظمت اور حق بھی یہی ہے۔

اگرچہ جلسہ اعظم مذاہب کا ہند میں یہ دوسرا اجلاس تھا لیکن اس نے اپنی شان و شوکت اور جاہ و عظمت کی رُو سے سارے ہندوستانی کانگرسوں اور کانفرنسوں کو مات کر دیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف بلاد کے رؤساء اس میں شریک ہوئے۔ اور ہم بڑی خوشی کے ساتھ یہ ظاہر کیا چاہتے ہیں کہ ہمارے مدراس نے بھی اس میں حصہ لیا ہے۔ جلسہ کی دلچسپی یہاں تک بڑھی کہ مشتہرہ تین دن پر ایک دن بڑھانا پڑا۔ انعقاد جلسہ کے لئے کارکن کمیٹی نے لاہور میں سب سے بڑی وسعت کا مکان اسلامیہ کالج تجویز کیا۔ لیکن خلق خدا کا اژدہام اسقدر تھا کہ مکان کی (وسعت) غیر مکتفی ثابت ہوئی۔ جلسہ کی عظمت کا یہ کافی ثبوت ہے کہ کل پنجاب کے عمائدین کے علاوہ چیف کورٹ اور ہائی کورٹ الہ آباد کے آنریبل ججز بابو پرتول چندر صاحب اور مسٹر بینرجی نہایت خوشی سے شریک جلسہ ہوئے۔"

یہ مضمون پہلے "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" لاہور میں من و عن شائع ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان کے ماتحت کتابی صورت میں اس کے کئی ایڈیشن اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کا ترجمہ فرانسیسی ڈچ سپینش۔ عربی۔ جرمن وغیرہ زبانوں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور اسپر بڑے بڑے فلاسفروں اور غیر ملکی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹروں نے بھی نہایت عمدہ ریویو لکھے۔ اور مغربی مفکرین نے اس لیکچر کو بے حد سراہا۔ مثلاً

۱۔ "برسٹل ٹائمز اینڈ مرر" نے لکھا:۔ "یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ و امریکہ کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔"

۲۔ "سپریچوئل جرنل بوسٹن نے لکھا:۔ "یہ کتاب بنی نوع انسان کیلئے ایک خالص بشارت ہے۔"

۳۔ "تھیوسوفیکل بُک نوٹس" نے لکھا:۔ "یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے۔"

۴۔ "انڈین ریویو" نے لکھا:۔ "اس کتاب کے خیالات روشن، جامع اور حکمت سے پُر ہیں اور پڑھنے والے کے مُنہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے۔"

۵۔ "مُسلم ریویو" نے لکھا:۔ "اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچے اور عمیق اور اصلی اور رُوح افزا خیالات پائیگا۔" (بحوالہ "سلسلہ احمدیہ" مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

اس مضمون کی یہ خوبی ہے کہ اس میں کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ محض اسلام کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اور سوالات کے جوابات قرآن مجید ہی سے دیئے گئے ہیں اور ایسے طور پر دیئے گئے ہیں کہ جن سے اسلام کا تمام مذاہب سے اکمل اور احسن اور اتم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اِنڈیکس مضامین
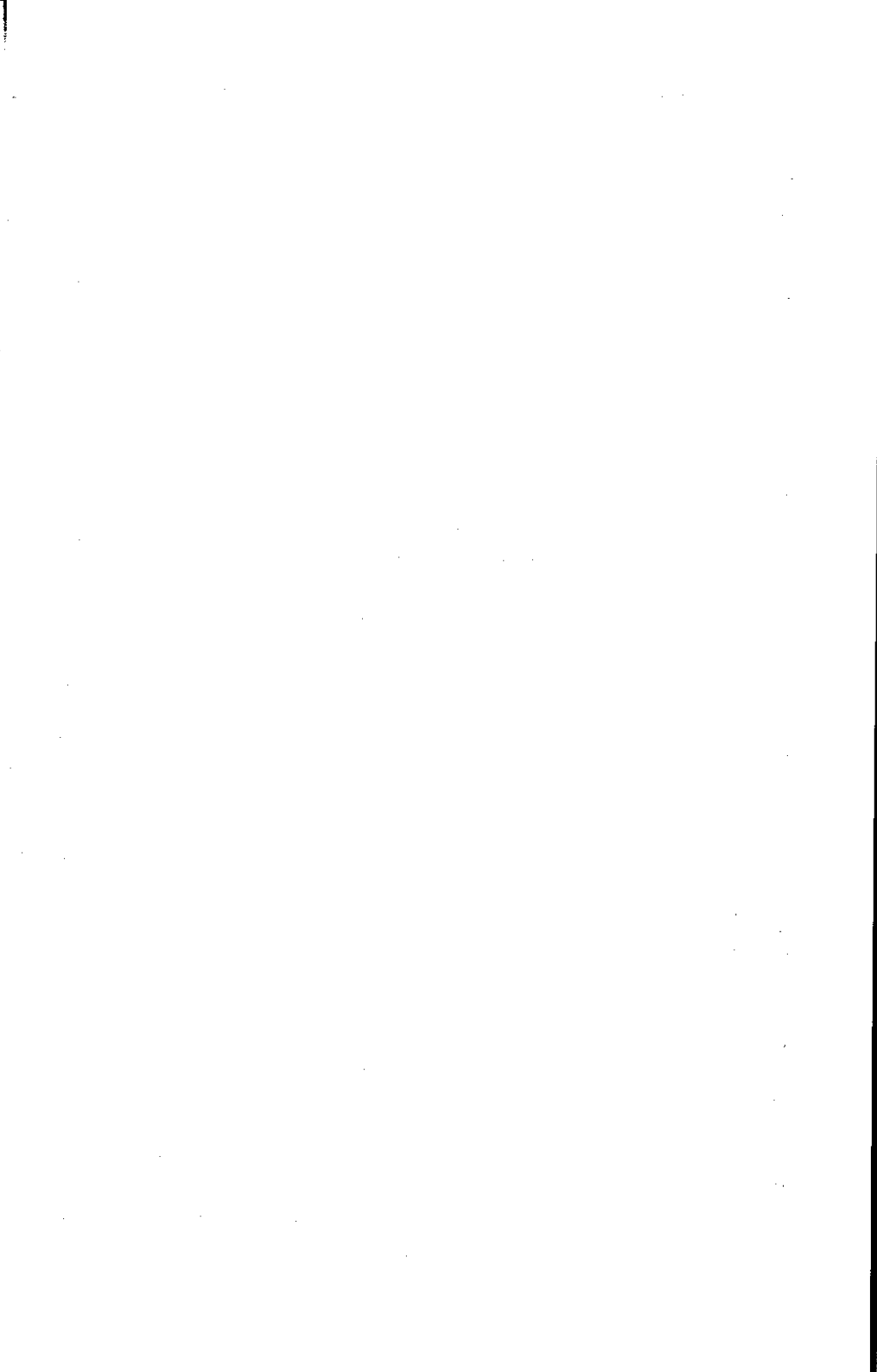
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

انڈکس "آریہ دھرم"

بصورت خلاصہ مضامین

(مرتبہ مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ)

الف

اللہ

ا - اللہ تعالیٰ کا شکر قرآن مجید جیسی کتاب نازل کرنے اور جناب خاتم الانبیاء و سید الاولین والآخرین کے بھیجنے پر - صـ۱

۲ - اللہ تعالیٰ ہر فیض کا مبداء اور ہر زندگی کا سرچشمہ اور ہر قوت کا ستون اور ہر وجود کا سہارا ہے - صـ۲

آدمؑ

اعتراض :- بعض ہندو اعتراض کرتے ہیں کہ آدمؑ نے بوجہ ضرورت اپنی بیٹیاں اپنے بیٹوں سے بیاہ دیں - کیا یہ نیوگ سے کچھ کم ہے ؟

جواب :- قرآن و حدیث سے ثابت نہیں - اس لئے یہ قول مردود ہے - حضرت آدمؑ کے چالیس بیٹے تھے پوتے پڑپوتے وغیرہ - حضرت آدمؑ کی زندگی میں چالیس ہزار آدمی دنیا میں ہو گیا تھا - اضطراراً اگر جائز بھی رکھا جاتا تو دور کے رشتوں سے ہوتا ممکن ہے حوّا کی طرح ہر لڑکے کی جورو پسلی سے نکالی گئی ہو - یا ممکن ہے آدمؑ کی طرح الگ پیدا کی گئی ہوں - کچھ تعجب نہیں کہ آریہ لوگ جو کروڑہا برسوں سے ہونے کے مدعی ہیں ان پر وہاں آنے کے بعد کچھ لڑکیاں رہ گئی ہوں اور انہی لڑکیوں سے ابنائے آدمؑ نے نکاح کر لیا ہو - اس صورت میں مسلمان ہندوؤں کے داماد ثابت ہونگے - یہ جو لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ معہ اپنے لڑکوں کے ہندوستان آئے غالباً یہ تشریف آوری شادی کی تقریب پر ہوگی - حاشیہ صـ۳۹ـ۴۰

آریہ دھرم

ا - اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ یہ خبر ہوئی کہ پنڈت دیانند آریوں پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اپنی بہو بیٹیوں میں وید کی شرائط کے موافق نیوگ جاری کریں اور آپ کا اس کے متعلق مختلف مصادر سے تحقیق کرنا اور آخر دیانند صاحب کی کتاب ستیارتھ پرکاش ایڈیشن دوم سے اس حکم کا معلوم کرنا - صـ۲ـ۴

(ب) انجام ۔ ایک سو روپیہ کا انعام اگر یہ بات خلاف واقعہ نکلے کہ پنڈت دیانند نے وید کے حوالہ سے خاوند والی عورت کو بھی نیوگ کی اجازت دی ہے۔ اور وہ ثبوت دیں کہ خاوند والی عورت کے لئے نیوگ جائز نہیں ۔ صہ ۱۴

(ج) آریہ دھرم و ست بچن کی تالیف کا باعث قریباً چودہ برس کا عرصہ ہوگیا جب ہم نے پنڈت دیانند اور اندرمن اور کنہیا لال کی سخت بدزبانی اور ان کی صریح گالیوں کو دیکھکر براہین احمدیہ میں ویدوں کی واقعی تعلیم کا کچھ ذکر کیا تھا ۔ سرمہ چشم آریہ اور شحنۂ حق پر نو برس گذر گئے اور اُن میں آریوں کی ہی تحریک اور سوالات کے جوابات لکھے گئے تھے۔ نو برس سے آج تک ہم بالکل چپ رہے لیکن مولوی ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں ۔ اور آریوں اور عیسائیوں کو بالکل معذور سمجھ کر ہر یک سخت زبانی ہماری طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کے تصفیہ کے لیے کہ ہماری تحریروں کی وجہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کی ہے ۔ ایک جلسہ کرنے کیلئے تجویز اور ہمارا ویدوں کی حقیقت کھولنا آیت واذا اصابھم البغی ھم ینتصرون پر عمل کرکے اپنے مولیٰ کو راضی کرنا ہے ۔ صہ ۱۱۸-۱۲

اسلام

اسلام کی بے انتہا برکتوں کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب دیکھا جائے کہ اسلام سے پہلے مذہب وملت کس چیز کا نام تھا اور انکے عقائد و اعمال کیا تھے ، مصنوعی خدا بنا رکھے تھے ۔ بعض اُسے خالق رُوح و مادہ نہیں سمجھتے تھے۔ صہ ۱-۲

اشتہار

۱ ۔ آریہ صاحبوں کے ملاحظہ کیلئے ایک ضروری اشتہار جس میں زیر طباعت کتاب منن الرحمٰن کا ذکر کرکے لکھا ۔ چونکہ اس میں کسی جگہ نیوگ کا بھی ذکر آئیگا اس لئے لکھنے سے پہلے مناسب سمجھا کہ بعض واقفکار آریوں سے بحث کرکے اس مسئلہ کو لکھوں کیونکہ نفسانیت نہیں اظہارِ حق منظور ہے اور نیوگ سے متعلق استفسار ۔ پنڈت دیانند کی عبارت کی رُو سے جن کو نیوگ کی اجازت ہے اُن کا ذکر کرکے آریوں کی غیرت شرافت و حمیت کو اپیل کی ہے ۔ حاشیہ صہ ۱۳-۱۳

۲ ۔ اس اشتہار کے جواب میں ایک گمنام اشتہار آریوں کی طرف سے چھپا جس میں حضور کو بھی گالیاں دی گئیں اور غلط بیانی کا الزام دیتے ہوئے نیوگ کے جواز کا بھی ذکر کردیا ۔ پس ست اور راست کو نکھیڑنے کے لئے آپ نے یہ رسالہ لکھا ۔ صہ ۹-۱۴

اعتراضات

۱ ۔ اعتراض کرنیکا حق صرف اُسکو ہے جسے اس کتاب کی زبان بھی معلوم ہو ۔ یا اعتراض کی بنا ایسے مسلّم اور فاضل لوگوں کی شہادت پر ہو جو زبان کے ماہر اور دینی اسرار کے

محقق مانے گئے ہیں ۔ صہ ۴۸

ب ۔ حضرت آدمؑ کے اپنے بیٹوں کے اپنی بیٹیوں سے نکاح پر اعتراض کا جواب ۔ دیکھو زیر "آدمؑ"

ج ۔ قادیان کے آریوں کے اعتراضات مندرجہ اشتہار کا جواب

۱ ۔ اعتراض ۔ اسلام کی تعلیم میں عورت کو محض ایک ذریعۂ شہوت رانی کا سمجھا گیا ہے؟

جواب :۔ اسلام نے نکاح کرنے کی علت غائی ہی عفت، پرہیزگاری اور حرام شہوت رانیوں سے بچنا ۔ رکھی ہے نساءکم حرث لکم ۔ محصنین غیر مسافحین ۔ پھر تعدد نکاحوں کو گھٹا کر فرمایا ۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ ۔ صہ ۴۴-۴۵

۲ ۔ اعتراض :۔ مسلمان حیض کے دنوں میں بھی عورت سے جدا نہیں ہوتے ۔

جواب :۔ فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن قرآن میں وارد ہے ۔ سچ یہی ہے کہ خاوند کو ایام حیض میں صحبت حرام ہو جاتی ہے ۔ لیکن اپنی عورت سے محبت اور آثار محبت حرام نہیں ہوتے ۔ یہ خیال کہ عورت کو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے یہ تو حماقت اور بیوقوفی ہے ۔ صہ ۴۹

۳ ۔ اعتراض :۔ خاوند کے غصہ میں اپنی بیوی کو ماں بہن کہہ کر طلاق دینے اور پھر وہ جب تک تین مہینے غیر سے ہم بستر نہ ہو اس کو گھر نہ لانے کے حکم میں کیا غیرت سے کام لیا گیا ہے؟

جواب :۔ اول غصہ میں کسی جاہل کا ماں بہن کہہ دینا موجب طلاق نہیں ۔ دوسرا حصہ اعتراض کا بھی افترا ہے ۔ قرآن و حدیث سے ایسا کہیں ثابت نہیں ۔ آیات متعلقہ الذین یظاھرون من نسائھم ۔ الی ۔ ستین مسکینا اور ان کا ترجمہ اور وہ آیات جن میں ان ہدایات کا ذکر ہے جن کی پابندی کے بعد طلاق دینے کا مجاز ہوتا ہے صہ ۴۹-۵۱

۴ ۔ اعتراض :۔ دیکھیئے لفظ زنا کس موقع کے لئے موزوں ہے ۔ حضرت محمدؐ صاحب اپنے متبنّیٰ بیٹے کی بہو زینب کی خواہش کرنا ۔ اور اس کے معقول عذر پر یہ بہانہ کرنا کہ خدا تعالیٰ نے عرش پر اپنی زبان مبارک سے میرا اور تیرا نکاح پڑھ دیا ہے ۔

جواب :۔ متبنّیٰ کا حقیقی بیٹا ہو جانا اور بیٹوں کے تمام احکام اس کے متعلق ہونا بیہودہ دعویٰ ہے ۔ وہ جس کا نطفہ ہے اس کا بچہ اور اس کے آثار اس میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ منہ کے دعویٰ سے واقعات حقیقیہ نہیں بدل سکتے البتہ ہندوؤں میں قدیم سے دو باتیں چلی آتی ہیں ۔ بیٹا بنانا اور خدا بنانا ۔ بیٹا بنانے کا طریق نیوگ اور خدا بنانے کا ودابن منتر ۔

زید آپؐ کا غلام تھا اُسے اپنا بیٹا اس لئے کہا تا غلامی کا داغ اس پر نہ رہے ۔ قرآنی قانون وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم تو

اُس وقت سے جاری تھا جبکہ ابھی زید سے
زینب کا نکاح بھی نہیں ہُوا تھا۔ پھر سورۂ احزاب
کے شروع میں متبنّیٰ بنانے کی رسم کو باطل کر دیا
تھا۔ دوسری جز جس پر اعتراض کی بنیاد رکھی
ہے وہ یہ ہے کہ زینب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو قبول نہ کیا تھا۔ زبردستی خدا تعالیٰ نے حکم
دیدیا۔ یہ ایک نہایت بدذاتی کا افتراء ہے
ورنہ قرآن یا بخاری یا مسلم سے دکھاویں زینب
کیلئے اس سے بہتر اور کوئی مراد اور فخر کی جگہ
نہ تھی کہ اس کا خاوند دنیا کا بادشاہ اور آخرت
کا بھی بادشاہ ہے۔ اور اسکی تفصیل۔ صـ ۵۴-۶۲

۵۔ اعتراض۔ حضرت رسول خدا محمد صاحب کا
اپنی بیوی عائشہ نو سالہ سے ہمبستر ہونا کیا
اولاد پیدا کرنے کی نیت سے تھا۔

جواب:۔ بہت مشہور محقق ڈاکٹر طمون صاحب
لکھتے ہیں کہ گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ یا نو
برس کی عمر میں شادی کے لائق ہو جاتی ہیں۔
اسی طرح کتاب معدن الحکمت کے مؤلف
نے لکھا ہے۔ اور اس کی عبارت۔ حضرت عائشہ
کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سر و پا اقوال میں
آیا ہے لیکن ڈاکٹر واہ صاحب نے اپنا چشمدید
واقعہ لکھا ہے۔ ایک عورت کو جسے ایک
برس کی عمر سے حیض آنا شروع ہو گیا آٹھ
برس دس ماہ کی عمر میں اسے لڑکا پیدا ہوا۔
صـ ۶۳-۶۴

الزامات

خدا تعالیٰ کے مقدس بندوں پر سفلہ طبع لوگوں
کے جھوٹے الزامات لگانے کا سبب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
ارادہ فرماتا ہے کہ تا نور کے مقابل پر ظلمت کا خبیث
مادہ بھی ظاہر ہو جائے۔ اس طور سے پلید روحوں
کو مقابل پر لا کر خدا تعالیٰ پاک روح کی پاکیزگی
زیادہ صفائی سے کھول دیتا ہے۔ صـ ۶۳

پ

پادری صاحبان کو دو نصیحتیں

اوّل کہ اسلام کے مقابل پر بیہودہ روایات
اور بے اصل حکایات سے جو ہماری مسلّم کتابوں
میں موجود نہیں اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں
اعتراض نہ کیا کریں۔ نیز قرآن کے معنے اپنی
طرف سے نہ گھڑ لیا کریں۔ صـ ۸۰ حاشیہ

دوم ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود
اُن کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً
آنحضرتؐ کی لڑائیوں پر اعتراض۔ حالانکہ وہ
مظلومانہ حالت میں کی گئیں۔ پھر کسی شیر خوار
بچے یا عورت یا بڈھے کو نہیں مارا گیا لیکن
حضرت موسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کی جنگوں میں
جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے۔ شیر خوار بچے اُن کی
ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔
حاشیہ صـ ۸۱-۸۳

ت

تعدد ازواج کی ضرورت۔ بعض اوقات

خواہش اولاد اور بیوی کے عقیمہ ہونے کے سبب سے یا بیوی کے دائمی بیمار ہونے کی وجہ سے یا بیوی کی ایسی بیماری کے عارضہ سے جس میں مباشرت ناممکن ہے وغیرہ کی وجہ سے اعتدال کی شرط لگاکر اسقدر تعدد کیلئے جواز کا حکم دیا۔ لیکن قرآن نے تعدد ازدواج کی رسم کو گھٹایا ہے۔ اور اس پر جان ڈیون پورٹ کی شہادت اور پروفیسر مارس کی شہادت کہ اسلام کی تعلیم کو دیکھ کر ایک فلاسفر دین پچھتا دیگا کہ آہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا۔ پھر گبن کی شہادت کہ آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ کے مذاہب کی بے تحدید تعدد ازدواج کی سب خرابیوں کو دور کرکے نکاح کو معاہدہ قرار دے کر ہر ایک افراط کو دور کردیا۔ اور حد اور حدود وغیرہ مقرر کردیئے اور ایزک ٹیلر کا بیان کہ موسیٰ اور داؤد وغیرہ نے تعدد ازدواج پر عمل کیا انجیل میں ممنوع نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تعدد ازدواج کی بے حد اجازت کو محدود کردیا۔ صـ ۴۵-۴۷ حاشیہ

تفسیر

تفسیر کا اصول۔ اسلام میں تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے۔ قرآن کے معنے ایسے کرنے چاہئیں کہ دوسری قرآنی آیتیں اس کی مؤید و مفسر ہوں کیونکہ قرآن یفسر بعضہٗ بعضًا ہے۔ اور ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلعم کی بھی اپنی معانی کی مؤید ہو۔ کیونکہ آپ سب سے بہتر قرآن شریف کے معنے جانتے تھے۔

حاشیہ صـ ۸۰

تفسیر آیات قرآنیہ

۱۔ نساءکم حرث لکم۔ کھیتی سے لہو و لعب غرض نہیں بلکہ یہ ہوتی ہے کہ جو بیج بویا گیا ہے اُس کو کامل طور پر حاصل کریں یعنی صرف شہوت رانی مقصود نہیں۔ صـ ۴۴

۲۔ محصنین غیر مسافحین۔ نکاح کا مقصد کہ تمہیں عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو اور شہوات کے بدنتائج سے بچ جاؤ۔ حیوانوں کی طرح بغیر کسی پاک غرض کے شہوت کے بندے نہ ہو۔ صـ ۴۴

۳۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ اگر تم ان میں اعتدال نہ رکھو تو پھر ایک ہی رکھو۔ صـ ۴۵

۴۔ والذین یؤلون من نساءهم۔ الی فان اللہ سمیع علیم۔ یعنی اپنی بیویوں سے جدا ہونے کی قسم کھانے والے طلاق دینے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ چار مہینے انتظار کریں۔ اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کریں تو یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے یعنی اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بددعا کرے تو خدا تعالیٰ اُس کی بددعا سُن لیگا۔ صـ ۵۲

۵۔ والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء۔ یعنی وہ رجوع کی اُمید کیلئے تین حیض تک انتظار کریں۔ اور ان تین حیض میں جو قریبًا تین مہینے ہیں دو دفعہ طلاق ہوگی صـ ۵۲

نیز دیکھو زیر "طلاق"

۶۔ ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجا ویرزقہٗ

من حیث لایحتسب۔ یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کریگا۔ اور کسی بے ثبوت شبہ پر بگڑ نہیں جائیگا اور خدا تعالیٰ اس کو تمام مشکلات سے رہائی دیگا اور اس کو ایسے طور سے رزق دیگا کہ اُسے علم نہیں ہوگا کہ مجھے کہاں سے رزق آتا ہے۔ ص ۵۳

۷۔ زوجنٰکھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے موافق ہے اور میں نے یہی چاہا ہے کہ ایسا ہو۔ تا مومنوں پر حرج باقی نہ رہے۔ ص ۶۲

۸۔ حتّٰی تنکح زوجًا غیرہ۔ یعنی اپنے پختہ اور مستقل ارادے سے اپنے صحیح اغراض کو مدِّنظر رکھکر نکاح کرے حیلہ کی غرض سے نکاح درست نہ ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ اور یہ شرط طلاق کو روکنے کے لئے ہے۔ ص ۶۷ حاشیہ

ح

حدیث کی کتب کا مقام

صحیح مسلم جب قرآن یا بخاری سے مخالف نہ ہو اور بخاری جب احکام قرآن اور نصوص صریحہ بیّنہ سے مخالف نہ ہو اور دوسری کتب حدیث صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہونگی کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔
حاشیہ ص ۶۰ و ص ۸۶-۸۷

حلالہ

حلالہ شریعتِ اسلام میں ممنوع ہے اور زنا میں داخل ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ حلالہ کرنے والے سنگسار کئے جاویں۔ اور ائمہ اور علماء سلف جیسے قتادہؒ۔ عطاؒ۔ امام حسنؒ۔ ابراہیم نخعیؒ اور مجاہدؒ۔ امام مالکؒ اور امام حنبلؒ وغیرہ اس کی حرمت کے قائل ہیں ص ۶۹

ط

طلاق

۱۔ نکاح ایک معاہدہ ہے۔ جیسے دوسرے معاہدات شرائط کے ٹوٹنے کے بعد قابلِ فسخ ہوتے ہیں ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرائط کے ٹوٹنے کے بعد قابلِ فسخ ہو جاتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اگر مرد کی طرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو عورت خود بخود نکاح کے توڑنے کی مجاز نہیں جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کرنے کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ نکاح کو توڑ سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ نکاح کرا سکتی ہے۔ اور یہ کمی اختیار اس کی فطرتی شتابکاری اور نقصانِ عقل کی وجہ سے ہے۔ ص ۴۷

۲۔ جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت کی رُو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ اور اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے۔

یا ایک منکوحہ عورت جب کسی بدچلنی سے معاہدہ نکاح کو توڑ دے تو وہ ایک گندے عضو کی طرح ہے جو سڑ گیا ہو۔ ص ۴۸

نیز دیکھو زیر لفظ "نکاح"

۳ - طلاق دینا آسان نہیں - مہر دینا پڑتا ہے
جو بعض وقت ہزاروں لاکھوں تک ہوتا ہے
اسی طرح طلاق سے پہلے جو مال عورت کو دیا
گیا ہو - وہ اسی کا رہیگا - اگر عورت صاحب اولاد
ہو تو بچوں کے تبصار کی مشکلات اس کے علاوہ
ہیں - اس لئے کوئی مسلمان جبتک اس کی جان
پر ہی عورت کی وجہ سے کوئی وبال نہ پڑے -
تب تک طلاق کا نام نہیں لیتا - اور طلاق کی
ضرورت - ص ۴۰ - ۴۱

۴ - طلاق تو ایک سخت رسوائی سے نجات
پانے کے لئے آخری علاج ہے - مگر نیوگ
اپنے ہاتھ سے ایک رسوائی پیدا کرتا ہے -
ص ۴۲

۵ - قرآنی آیات جن میں وہ ہدایات درج
ہیں جن کی پابندی کے بعد ایک شخص طلاق
دینے کا مجاز ہوتا ہے - ص ۵۱ - ۵۳

۶ - طلاق دینے کا طریق - تین حیض میں جو
قریبًا تین مہینے ہوتے ہیں دو دفعہ طلاق
ہو گی - یعنی ہر ایک حیض کے بعد خاوند عورت
کو طلاق دے اور جب تیسرا مہینہ آوے تو
خاوند کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے کہ اب یا
تو تیسری طلاق دے کر احسان کے ساتھ
دائمی جدائی کرے یا تیسری طلاق سے رک جائے -
ص ۵۲

۷ - حالت ملتی کی تقریر کا خلاصہ جواز طلاق
سے متعلق - حاشیہ ص ۵۳ - ۵۴

۸ - ضرورت طلاق - مثلًا اگر کوئی عورت زانیہ
ہو - یا کسی کی جورو اس کی جان کی دشمن ہو جائے -
اور اس کے مارنے کی فکر میں رہے - یا اجنبی اس سے
بوس وکنار کرتے ہوں - اور وہ خوشی سے ایسا
کراتی ہو - تو کوئی غیرتمند شریف ایسی ناپاک خیال
عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا - عورت
کا جوڑ اپنے خاوند سے پاکدامنی - فرمانبرداری اور
باہم رضامندی پر موقوف ہے - اگر ان تین باتوں
میں سے کسی ایک بات میں فرق آجائے تو پھر
یہ جوڑ قائم رہنا محالات میں سے ہوتا ہے - جب
جوڑ سے اس کی علت غائی پوری نہ ہو تو وہ جوڑ
درحقیقت جوڑ نہیں - ص ۶۵ - ۶۶

۹ - اسلام نے طلاق کے لئے زناکاری یا بدمعاشی کی
شرط نہیں لگائی - گویا خدا تعالیٰ کی ستاری نے چاہا
کہ عورت کی تشہیر نہ ہو - ورنہ طلاق کے وقت
ہر کوئی بدکاری کا شبہ کر لیتا - حاشیہ ص ۹۵

ع

عربی ام الالسنہ ہے

منن الرحمٰن کی طباعت کا ذکر - کتاب کا خلاصہ
مطلب یہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی ہے جو ابتدائے
زمانہ میں انسان کو بذریعہ وحی و الہام ملی - اور
وہی ام الالسنہ ہے - اور یہی زبان پاک اور کامل
علوم عالیہ کا ذخیرہ اپنے مفردات میں رکھتی ہے
اس لئے صرف اسی زبان میں خدا تعالیٰ کا پاک

اورکامل اور روشن اور پُر اسرار اور پُر حکمت کلام دائمی ہدایت
لیکر آسکتا تھا۔ سو اس کے مطابق قرآن شریف اللہ تعالیٰ
کی کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم
لے کر دنیا میں آئی۔ کیونکہ کامل کتاب کا کامل زبان میں
آنا ضروری تھا۔ اور کسی اور زبان کے کامل ہونے کے
ہمارے دلائل جیسے دلائل بیان کرنے والے کیلئے پانچہزار
روپیہ انعام کا اعلان۔ حاشیہ در حاشیہ صـ ۱۲

ق

قانون دکھائی

اخبار عام کے ایک مضمون کی نقل جسمیں گورہ فوجوں
کیلئے جوش شہوت فرو کرنے کی خاطر بازاری عورتوں کو مہیا
کرنے کا ذکر۔ صـ ۷۲-۷۵

قرآن کی تفسیر کا طریق

اتم اور اکمل طریق قرآن کے معنے کرنیکا تو یہ ہے
کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلعم کی بھی
ان معنوں کی مؤید ہو۔ ورنہ ادنیٰ درجہ استدلال کا یہ ہے
کہ قرآن کی ایک آیت کے معنے دوسری آیات بینات سے
کئے جاویں۔ اپنے خیال اور قیاس سے تفسیر کرنا درست
نہ ہوگا۔ کیونکہ تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے۔
حاشیہ صـ ۸۰ و صـ ۸۹

م

متعہ

ا۔ موقت نکاح کا نام ہے۔ اسلام میں صرف
تین دن کیلئے قدیم رسم کے مطابق نہ وحی و الہام سے
اضطراری حالت میں اجازت دی گئی تھی مگر
پھر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگیا۔ اسی لئے قرآن و حدیث
میں اس کے کوئی احکام مذکور نہیں۔ مگر نیوگ کے تو
تفصیلی احکام ہندوؤں کی کتابوں میں موجود ہیں۔
صـ ۷۶ - نیز دیکھو زیر "نیوگ"

ب۔ چونکہ عیسائیوں میں بھی دوسرا نکاح جائز نہیں
اس لئے اضطرار کی حالت میں انہیں بھی حرامکاری
کی سوجھتی ہے۔ دیکھو ایکٹ چھاؤنی ہائے ۱۳ سنہ ۱۸۸۹ء
اور اخبار عام سے قانون دکھائی سے متعلق مضمون
جسمیں گورہ فوجوں کیلئے عورتیں مہیا کرنے کی تجویز
ہے۔ صـ ۷۱-۷۵

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ا۔ محمد صلعم اور آپ کی آل پر بیشمار درود و سلام ہو۔ صـ ۲

ب۔ سید المعصومین ان تمام پاکوں کے سردار ہیں
جو عورت کے پیٹ سے نکلے۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں
کیونکہ اُن پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور
تمام کمالات ختم ہوگئے۔ صـ ۸۴

مذہبی مباحثات اور تالیفات کیلئے شرائط

نوٹس بنام مختلف مذاہب اور ایک التماس بنام
گورنمنٹ

ا۔ پادریوں اور آریہ صاحبوں کے پاکوں کے سردار
پر بیجا الزامات اور اتہامات کے پیش نظر گورنمنٹ
سے التماس کہ وہ مذہبی مباحثات کیلئے یہ قانون
پاس کرے یا سرکلر جاری کرے کہ وہ دو امر کے
ضرور پابند ہیں۔ اوّل ایسا اعتراض کرنے سے جو
خود معترض کی کتابوں میں پایا جاتا ہے جن پر اُس کا

منو

(ن)

نکاح

نظم

نوٹ :۔ یہ نظم جیسا کہ پیش لفظ میں لکھا جا چکا ہے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہیں ۔ بلکہ حضرت
میر ناصر نوابؓ صاحب کی ہے ۔

نیوگ

۴ - چار آریوں کو بُلا کر ستیارتھ پرکاش کی نیوگ
سے متعلق عبارت سُنانا اور اُن کا کہنا کہ ہم
خاوند والی عورت کی قسم نیوگ پر راضی ہیں -
صـ۹

۵ - مردوں سے نیوگ کرنے کی رسم بھی جدید نہیں
بلکہ قدیم ہے - اور اس کا طریق ڈاکٹر بونیئر کی
کتاب کے حوالہ سے - نوٹ حاشیہ صـ۱۲

۶ - جگن ناتھ کے مقام پر صدہا جوان عورتوں کے
نیوگ کرنے کا ڈاکٹر بونیئر نے ذکر کیا ہے -
اور کشمیر کے ضلع میں ہندوؤں نے اُسے اپنی
بیویاں بھی پیش کیں - نوٹ حاشیہ صـ۲۶

۷ - سو روپیہ انعام کا وعدہ اس آریہ کے لئے
جو ثابت کرے کہ خاوند والی عورت کو
نیوگ کرانے کی اجازت نہیں - صـ۱۴

۸ - وید بھاش بھومکا کی عبارت جس میں نیوگ
کی تعلیم کا ذکر ہے - اور یہ کہ ایک عورت
حسب ضرورت دس مختلف مردوں سے نیوگ
کرا سکتی ہے - صـ۱۵-۲۱

۹ - عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں اگر مرد
یا عورت پر ایسی شہوت غالب ہو کہ رہا نہ جائے
تو مرد اور عورت کسی سے نیوگ کر کے اس کو
اولاد جن دیں - کیونکہ وید کی رو سے خاوند
اپنی حاملہ عورت سے جماع نہیں کر سکتا -
البتہ نیوگ ہو سکتا ہے - شاید آریہ یہ کہکر
وید کی وِدّیا کو باعثِ فخر قرار دیں کہ اُس نے
بتایا کہ حمل پر حمل ہو سکتا ہے - مگر یہ امر تو تحقیقات
جدیدہ سے ثابت شدہ ہے - مع حوالہ جات -
اسی لئے قرآن نے حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت
وضع حمل قرار دی ہے - کیونکہ دوسرا حمل ٹھہر
جانے سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کون کس کا
بیٹا ہے - صـ۲۰-۲۱

۱۰ - نیوگ صرف اولاد کے لئے نہیں بلکہ جوشِ شہوت
فرو کرنے کے لئے بھی نیوگ ہوگا - صـ۲۱

۱۱ - وید نے یہ حکم دیا ہے کہ زندہ خاوند والی عورت
اولاد کے لالچ سے دوسرے شخص سے ہمبستر ہوا کرے
پنڈت دیانند - منو اور گوپال نے انہی معنوں
کو تسلیم کیا ہے - اور راجہ پانڈو کی رانیوں نے
نیوگ کرایا - صـ۲۴-۲۵ و صـ۲۷-۲۸

۱۲ ستیارتھ پرکاش میں دیانند نے صاف لکھا ہے
کہ نیوگ روکنے میں پاپ ہے - صـ۲۵

۱۳ - منو نے تمام ہندوؤں کو زنا کی ترغیب دی ہے -
اور لکھا ہے - بدفعلی عورتوں کی جبلّی عادت ہے
زانیہ کی سزا کچھ بھی مقرر نہیں - اسی طرح سوامی
دیانند نے بازاری عورتوں کے متعلق لکھا ہے -
حاشیہ صـ۲۷

۱۴ - پنڈت گورودت نے بھی انگریزی رسالہ میں
نیوگ کا ذکر وید میں تسلیم کیا ہے - اور ایک
شریف آریہ کا ایک برہمو سے مباحثہ کے وقت
یہ معلوم ہونے سے آریہ مت سے دستبردار
ہونا - صـ۲۸

۱۵ - نیوگ کی رسم ایسی نہیں جو ترک کر دی گئی ہو۔ ایک بڑے نامی رئیس کا واقعہ جس نے اپنی جوان بیوی کا نیوگ کرایا۔ اس ضمن میں نیوگ اور طلاق میں فرق کا ذکر۔ ص ۴۰-۴۴

۱۶ - باہر جو ملازم ہوں یا دوسرے جو گھر سے آٹھ چھ تین برس غیر حاضر رہیں تو ضرورت شہوت کے وقت اس کی بیوی نیوگ کرے۔
حاشیہ ص ۵۴-۵۵

۱۷ - ایک مشورہ - نیوگ کے وقت ہمیشہ مرد پر ہی الزام دیا جاتا ہے کہ وہ ناقابلِ اولاد ہے ہم صلاح دیتے ہیں کہ ڈاکٹر کو بلا کر عورت کے متعلق بھی دریافت کر لیا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ دراصل عورت کا ہی قصور ہو۔ حاشیہ ص ۳۰

۱۸ - نیوگ کے ہندوؤں کی کتب میں تفصیلی احکام تین قسم کا نیوگ - اور نیوگ سے متعلق سات احکام۔ ص ۶۸-۶۹

۱۹ - نیوگ اور طلاق میں فرق - اکثر شریف آریہ تو اس عقیدہ کو چھپانا چاہتے ہیں اور نیوگ کرنے کا اقرار تو موت کے برابر ہے۔ لیکن مسلمان طلاق کے طعنہ سے ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا - وہ ایک متعفن گندہ عضو تھا جسے اُس نے اپنے صحیح وسالم عضو سے کاٹ دیا -
ص ۴۹ نیز دیکھو "طلاق"

۲۰ - نیوگ اور متعہ - بعض لوگ نیوگ کے ذکر پر متعہ کو پیش کر دیتے ہیں - دیکھو "متعہ"

۲۱ - نیوگ اور حلالہ - بعض حلالہ کو پیش کر دیتے ہیں - حالانکہ اسلام نے اس رسم کو جو اسلام سے پہلے عرب میں تھی قطعاً حرام کر دیا - اور آنحضرت صلعم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے - ص ۶۶ نیز دیکھو "حلالہ"

ھ

ہندوؤں کی کمینگی

یہ گالیاں دینے والے وہی آریہ ہیں جنکے باپ دادے اسلام کے امراء کے آگے ہاتھ جوڑتے اور پاؤں پر گرتے تھے کہ حضور ہم وفادار رعیت ہیں - اب ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دیتے ہیں - سو وہ گورنمنٹ انگریزی کے بھی خیرخواہ نہیں ہوسکتے - مسلمان بادشاہوں نے وزارتوں تک انہیں عہدے دیئے بجنسوں ان کا یہ سلوک ہے - حاشیہ ص ۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انڈکس "ست بچن"

بصورت خلاصہ مضامین

(مرتبہ جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس)

ا

اللہ تعالیٰ

١ - پاک ہے وہ خدا جس نے اسلام کے لئے یہ (باوا نانک جیسی) گواہیاں پیدا کیں - ص ١٣٢

٢ - اللہ اور مخلوق - اللہ تعالیٰ سے جو صادر ہوا. اُسکو بُرا نہیں کہہ سکتے - اُس نے جو کچھ بنایا وہ سب اچھا ہے ہاں اچھوں میں مراتب ہیں - حاشیہ ص ١٣٨

٣ - اللہ اور تاریکی - کوئی تاریکی خدا تعالیٰ سے صادر نہیں ہوئی بلکہ جو نُور سے دُور جا پڑا وہ مجازاً تاریکی کے حکم میں ہوگا - حاشیہ ص ١٣٨

٤ - اللہ تعالیٰ کی معرفت کی حقیقت - اگرچہ اُس غیب الغیب کا وجود آگ سے بھی جو پتھروں اور جسم میں پوشیدہ ہے زیادہ مخفی ہے مگر دلوں میں اُس نے اپنی ذات کی شناخت کی ایک آگ رکھدی ہے - جب کبھی بے انتہا دردمندی کی عشاق سے وہ آگ بھڑک اُٹھتی ہے تو دل کی آنکھوں سے وہ غیر مرئی ذات نظر آ جاتی ہے - اور خوارق کا ظہور - ص ١٥٧-١٥٨

٥ - اللہ تعالیٰ کی شناخت

(ا) خدا کی شناخت کے لیے عقل ناکافی ہے یہی سُنّت اللہ ہے کہ بغیر ذریعہ خدا کے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکا - اور پورا یقین اُس کی ہستی پر وہی لا سکا جسے انا الموجود کی آواز سے تسلی بخشی - ص ١٨٩

(ب) تمام مخلوق میں مفیض اور مستفیض کا قانون جاری ہے - جیسے سورج اور چاند - اِس لئے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا - اعلیٰ استعداد والوں کو بلا واسطہ ذاتی روشنی دی گئی - اور درجہ دوم کو اُس آفتاب کے واسطہ سے نور دیا گیا - آیت والشمس و ضحٰھا والقمر اذا تلٰھا میں اسی طرف اشارہ ہے - اس طرح خدائے واحد نے جسمانی اور روحانی طور پر وحدت کو

پسند کرتے ہوئے ایک وجود سے ہزاروں کو وجود بخشا گیا۔ ص ۱۸۹-۱۹۰

اسلام

ا۔ اسلام کیا چیز ہے؟ انسان کا ان قوتوں کو جو اس کے اور اس کے غیر میں ما بہ الامتیاز ہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے محل پر خرچ کرنا اور ہر ایک قوت کا خدا تعالیٰ کی مرضی اور رضا کی راہ میں جنبش اور سکون کرنا ہی وہ حالت ہے جس کا قرآن شریف کی رو سے اسلام نام ہے۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن یعنی انسان کا اپنی ذات کو اپنے تمام قویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دینا۔ پھر اپنی معرفت کو احسان کی حد تک پہنچا دینا اسلام ہے۔ ص ۲۶۹-۲۷۱ و ص ۲۷۴

ب۔ خدا ہے اور اس کی ذات پر ایمان لانا اور درحقیقت اسی کا ہو جانا۔ یہی راہ ہے جس کا نام اسلام ہے۔ ص ۲۷۵

ج۔ دین اسلام۔ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ وہ ہر ایک زمانہ کی استعداد کے موافق اسلام کا طریق اس زمانہ کو سکھلاتا رہا۔ چونکہ پہلے نبی ایک خاص قوم یا خاص ملک کے لئے آئے جن کی استعدادیں بھی کم درجہ پر تھیں۔ اس لئے سب تعلیمیں اسلام کی ان کو نہ بتائی گئیں۔ اس لئے ان کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ پھر جب استعدادیں بڑھیں اور زمین گنہگاری اور مخلوق پرستی سے بھر گئی تو آخر خدا نے قرآن شریف کو اپنے پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر کے دنیا کو کامل اسلام سکھایا۔ چونکہ اس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی اور دوسرے تمام دینوں کی نسبت یہ دین اکمل اور اتم تھا۔ اسلئے اس کا نام اسلام ہوا۔ اور پہلے نبیوں کے دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ ص ۲۷۳

د۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت

(ا) ہمارے دین کی روشنی پھیلانے کے لئے پہلی تقریب انگریزی گورنمنٹ کے ذریعہ مذہبی آزادی اور اظہار رائے کی کلّی آزادی کا قیام ہے۔ ص ۲۷۷-۲۷۹

نیز دیکھو زیر "مذاہب"

(ب) اب قدرتی طور پر وقت آ گیا ہے جو سچائی کا بیج زمین میں بویا جائے۔ اور پھر آسمانی پانی سے آب پاشی ہو پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس مبارک گورنمنٹ کے ذریعہ سے آسمانی بارش کے قریب پہنچ گئے۔ ص ۲۷۸

اسلامی فلاسفر

اسلامی فلاسفروں کا خیال یوروپین فلاسفروں کے بالکل برعکس ہے۔ بوعلی سینا جو رئیس فلاسفر اور ملحد کر کے مشہور ہے۔ اپنی کتاب "اشارات" میں لکھتا ہے۔ اگرچہ حشر جسمانی پر دلائل فلسفہ قائم نہیں مگر چونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس لئے ہم

کیوں ایسے مذہب سے تعلق رکھتی ہے جس میں انسان کو خدا بنا کر سچے خدا کے قدیم اور غیر متغیر جلال کی کسر شان کی جاتی ہے یہ ہے کہ ملک داری کا خیال اور قومی حمایت کی مصلحت آخرت کے امور کی طرف سر اُٹھانے نہیں دیتی ۔ ص ۲۷۹

ب

باوا نانک

۱ ۔ آپ کا مذہب

و ۔ انہوں نے اسلام قبول کیا ۔ اس کے متعلق محقق انگریز بھی لکھ چکے ۔ جیسے پادری ہیوز کی ڈکشنری ۔ ص ۱۱۲

ب ۔ باوا نانک نے دل وجان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو قبول کیا ۔ ص ۱۹۲

ج ۔ تیس برس کے عرصہ سے ہمیں علم ہے کہ باوا صاحب الہٰی دین کے ایک پوشیدہ خادم تھے ۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ دنیا میں ایک اسلام ہی مذہب ہے اور قرآنی تعلیم ایسے احکام پر مشتمل ہے جن کا ماننا نیک انسان بن جانے کے لئے ضروری ہے انہوں نے دیکھ لیا کہ کتاب اللہ صرف قرآن ہے ۔ باقی سب کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں ۔ ص ۱۲۱ ـ ۱۲۲

د ۔ ہماری رائے میں بلا شبہ وہ سچے مسلمان تھے ۔ ویدسے بیزار ہو کر اور کلمہ طیبہ سے مشرف ہو کر اس نئی زندگی کو پا چکے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر کسی کو نہیں مل سکتی ۔ وہ ہندوؤں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہی چلے گئے ۔ ص ۱۲۳ و حاشیہ ص ۱۲۱

ھ ۔ کشف ۔ باوا نانک کو حضرت مسیح موعودؑ کا تیس برس ہوئے کشف میں دیکھنا ۔ حاشیہ ص ۱۲۱

۲ ۔ باوا صاحب کے مسلمان ہونیکے دلائل ۔

ا ۔ دلیل اوّل :۔ آپ کا وصیت نامہ جو سکھوں میں چولہ صاحب کر کے مشہور ہے اس کا مقام اور اس کے دیگر کوائف اور اور اس پر جو تحریر ہے اس کے متعلق اور دیگر حالات کے متعلق جنم ساکھی کا بیان ۔ ص ۱۲۶
نیز دیکھو زیر "چولہ باوا نانک"

ب ۔ باوا نانک کا اپنے شعروں میں اقرار کہ میں ہندو نہیں یعنی میں وید کو نہیں مانتا ۔ اگر یہ سچ ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مسلمان بھی نہیں تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ ظاہر میں نہیں ۔ ورنہ انکے کلام میں تناقض پیدا ہوتا ہے ۔ حاشیہ ص ۱۶۰

ج ۔ باوا نانک کو بخارا میں پیر نانک اور ایک مسلمان فقیر سمجھتے ہیں آجکل باوا نو کہتے ہیں ۔ کابل میں ان کے نام سے دو مقام مشہور ہیں ۔ ص ۱۷۴ و حاشیہ

د ۔ بخارا وغیرہ میں نانک کو مسلمان سمجھنے کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ اُن میں مسلمانوں کے طور پر رہا ۔ ص ۱۷۵

ھ ۔ اگر باوا نانک درحقیقت دشمنِ اسلام تھے تو

کیوں ان کا جنازہ پڑھا گیا - اور انہوں نے کیوں بخارا کے مسلمانوں کو خط لکھا کہ اب میری زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تم جلد آؤ اور میرے جنازہ میں شریک ہو جاؤ - ص ۱۷۶

و - چشتیہ خاندان میں باوا صاحب کے اشعار زبان زد خلائق ہیں جن میں وہ اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ثنا کرتے ہیں جیسے "کلمہ کہوں تو کل پڑے بن کلمہ کل نا" یعنی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے میں مجھے راحت حاصل ہوتی ہے - ص ۱۷۶ و ص ۱۹۲-۱۹۳

ز - بھائی گورداس کی واراں کے صفحہ ۱۲ میں باوا صاحب کے مکہ جانے نیلے کپڑے پہن کر دلی بن کر عصا ہاتھ میں کتاب بغل میں کوزہ اور مصلیٰ اور بانگ دینے کا ذکر ہے ص ۱۷۷-۱۷۹

ح - بھائی گورداس کی واراں اور جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں باوا صاحب کے بغداد جانے کا ذکر ہے - سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات کا ذکر زوائد میں سے ہے - وہ تو چار سو سال پہلے فوت ہو گئے تھے - ممکن ہے ان کے روضہ کی زیارت کی ہو - ص ۱۷۹

ط - باوا صاحب کے اسلام کو ہم چھپا نہیں سکتے اسلامی عقائد کو درست جانا - اقرار کیا کہ ہدایت کلمہ طیبہ ہے - اسلامی مشائخ سے بیعت کی - اولیاء کے مقابر پر چلہ نشینی اختیار کر کے نماز روزہ میں مشغول رہے - دو حج کئے - اپنے چولہ کو آئندہ نسلوں کے لئے ایک وصیت نامہ چھوڑ گئے - بلاشبہ باوا صاحب کے قول و فعل سے ان کا اسلام ثابت ہے - ص ۱۸۲ و ص ۱۹۲

باوا صاحب کے اسلام پر دوسری دلیل ان کے

وہ چلے ہیں جو انہوں نے اسلام کے مشہور اولیاء اور صلحاء کے مقابر پر بغرض استفاضہ کئے -

۱ - بمقام سرسہ شاہ عبدالشکور صاحب کی خانقاہ پر چالیس دن تک مسجد کے قریب خلوت خانہ بنا کر جو اب چلہ باوا نانک سے مشہور ہے - ایک چلہ کیا - اور چلہ کا نقشہ جو بختاور سنگھ نے تیار کیا وہ اس کتاب میں لگایا گیا ہے - ص ۱۸۴ و ۱۹۱

۲ - ملتان کے چلہ کی کیفیت اور اس کے متعلق نیاز بیگ از ملتان کا تحقیقی خط مع نقشہ - ص ۱۸۴-۱۸۷ و ص ۱۹۱

۳ - باوا نانک کے اسلام کی راہ میں فدا ہونے کی یہ دلیل ہے کہ مکہ سے حج کر کے واپس آئے تو گھر نہیں گئے - بلکہ ملتان گئے اور شمس تبریز کے روضہ کے قرب و جوار میں ریاضت اور مجاہدہ شروع کیا - نام کے مسلمانوں اور مولویوں کے لئے باعث عبرت ہے -

نوٹ در حاشیہ ص ۱۸۵

۴ - شیخ معین الدین چشتیؒ کے روضہ اور باوا فرید صاحب کے روضہ پر چلے کئے - ص ۱۹۱ و ص ۱۹۲

۵ - بغداد میں جا کر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے روضہ پر خلوت گزین ہوئے - ص ۱۹۲

باوا نانک کے اسلام پر خلاصہ دلائل

ا - ویدوں سے ان کی دستبرداری -

ب - باوا صاحب کی زندگی تین زمانوں پر مشتمل تھی۔

پہلا زمانہ :- جب وہ رسم و تقلید کے طور پر ہندو تھے۔ اس زمانہ کے شبد ہندو مذہب کے مناسب حال ہوں تو بعید نہیں۔ دوسرا زمانہ - ہندو مذہب سے قطعاً بیزاری کا - وید کی مذمت کے متعلق اشعار اسی زمانہ کے ہیں مگر اسلام سے بھی زیادہ تعلق نہ تھا - تیسرا زمانہ جب معرفت کامل ہو چکی اور یقین ہو گیا کہ پہلے وہ خطا پر تھے - یہ آخری حصہ عمر کا تھا - دو دفعہ حج کیا - دو برس مکہ مدینہ رہے جلحائے اسلام کے روضوں پر گئے - نئی زندگی کا نشان چولہ ملا مجمع کثیر نے اُن پر نماز جنازہ پڑھائی - ص ۲۱۸ - ۲۱۹

ج - باوا نانک کلام الٰہی کے قائل تھے - گرنتھ میں کہہ چکے ہیں - بجز ہدایت خدا اور کلام الٰہی کوئی شخص راہ نہیں پا سکتا - ان کے چند اشعار - اور اپنا نام شاعر رکھا ہے ملہم نہیں - پھر وہ قرآن کے سوا کس کلام الٰہی کو مانتے تھے - ص ۲۱۹

د - باوا صاحب کے چند اشعار جن میں اسلامی عقائد بیان کئے گئے ہیں - اور وہ قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ ہیں - اور وید کے عقائد کے خلاف اشعار مع آیاتِ قرآنیہ - ص ۲۲۰ - ۲۳۴

ھ - باوا نانک صاحب کی وفات کے وقت جھگڑا۔

(۱) مسلمانوں کا کہنا کہ ہم نماز جنازہ پڑھیں گے - نعش ہمارے حوالے کرو - اگر مسلمان نہ ہوگئے ہوتے تو یہ جھگڑا کیوں ہوتا - اور باوا صاحب کے بزرگوں نے اُن کے دعوٰی کو رد نہ کیا بلکہ کہا کہ نعش چادر کے نیچے گم ہوگئی - اور آدھی چادر انہیں دی جس پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کی اور وہ حنفی تھے جو بغیر نعش جنازہ نہیں پڑھتے اور نہ بزرگوں کے کپڑوں کو دفن کرتے ہیں بلکہ بطور تبرک رکھتے ہیں - معلوم ہوتا ہے نعش وہ لے گئے تھے باوا صاحب کی گرنتھ میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ اُن پر تکبیر کہی جائیگی اور قبر کے متعلق بھی باوا صاحب کا ایک شعر ہے - ص ۲۳۴ - ۲۳۸

۲ - وفات پر نعش کے متعلق جھگڑے کا ذکر - جنم ساکھی بھائی بالا میں - ص ۲۴۲ - ۲۴۴

۳ - باوا صاحب کی پہلی جانشینی کے وقت جو بزرگ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں اور اُن کے دعوٰی کو باوا صاحب کے حق میں قبول کر چکے ہیں چار سو سال کے بعد اس سے رُوگردانی ٹھیک نہیں - ہم تو باوا صاحب کی خوبیوں کو مسلمانوں میں شائع کرنا چاہتے ہیں - اس سے صلحکاری اور مدارات کا مادہ ترقی کریگا - ص ۲۳۹ - ۲۴۱

۴ - باوا صاحب کے اسلام پر مخالفین اسلام کی شہادتیں

ا - (۱) برگ صاحب ترجمہ سیر المتاخرین میں -

(۲) ڈاکٹر ٹرمپ صاحب ترجمہ گرنتھ میں کہ جنم ساکھی میں اُن کا شعر ہے کہ نجات وہی پائینگے جن کی پناہ حضرت نبی صلعم ہونگے اور انکی تنقید کہ باوا صاحب کوئی محقق نکتہ رس آدمی نہیں تھا اور ان کے بعض اعتراضات کے جوابات - ص ۲۴۴ - ۲۴۷

ب - ہیوز ڈکشنری آف اسلام میں سکھوں کے
گوروں کا فقرا کا لباس رکھنا مسلمان صوفیاء
کے اثر سے تھا - نانک کی نسبت جنم ساکھی
کی روایات پوری شہادت دیتی ہیں کہ انکا
اسلام سے تعلق تھا - اور ہندو اس سے
اور وہ ہندوؤں سے متنفر تھا - وغیرہ
ص ۲۴۷ - ۲۴۸

ج - سردار سیوا سنگھ سپرنٹنڈنٹ خالصہ بہادر
امرتسر نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ سلطان پور
میں باوا نانک صاحب نے نواب دولت خان
اور قاضی کے ساتھ نماز پڑھی جو دلیل ہے
کہ وہ نماز پڑھا کرتے تھے جو اُن کے
مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ حاشیہ ص ۲۶۲

د - باوا صاحب کی نسبت کرامات کا لفظ
منسوب ہونا بھی اُن کے اسلام پر دلالت
کرتا ہے - ورنہ کافر کی کرامت کو استدراج
کہتے ہیں - بابا تند ھادی نے انہیں صاحب
کرامت کہا - حاشیہ ص ۲۶۳

۴ - مختصر حالات

ا - ہندوؤں کے خاندان میں سنہ ۹۰۰ ہجری میں پیدا
ہوئے - گذشتہ اکابر اور کل رشیوں -
رکھیوں اور دیوتوں میں سے ان کی کوئی
نظیر نہیں - وہ مقبول بندگان الٰہی میں سے
تھے - ص ۱۱۵

ب - بزرگ دیوتا جو بابر کے زمانے میں
پیدا ہو کر خدا تعالٰے کے دین کی صداقت کا
ایک گواہ بن گیا - ص ۱۱۴

ج - بیس لاکھ بلکہ اُن کے معتقدین تین کروڑ سے
کم نہ ہونگے - ص ۱۱۸

۵ - باوا نانکؒ اور مسیح موعودؑ

ا - جو دولت اور صاف روشنی مجھے دی گئی
ہے وہ باوا صاحب کو بھی دی گئی تھی - ص ۱۱۲

ب - جو روشنی باوا صاحب کو ملی تھی وہ
ویدوں کے رشیوں کے لئے ثابت کرنا
ناممکن ہے - ص ۱۱۸

۶ - عقائد باوا نانکؒ

ا - شادی کر کے برہم چرج مسئلہ کی غلطی ظاہر
کی - نیوگ کے بھی مخالف تھے - وید کی رسموں
وغیرہ کو نہایت ناچیز خیال کرتے تھے -
ص ۱۱۹

ب - پرمیشر کے سوا باقی سب اشیاء کو
خدا کی مخلوق سمجھتے اور توحید کے قائل
اور قرآنی تعلیم کو ایسے احکام پر مشتمل یقین
کرتے تھے جن کا ماننا نیک انسان بننے
کے لئے ضروری ہے - ص ۱۲۱-۱۲۲ و ص ۱۲۶

ج - ویدوں کو روحانی برکتوں سے خالی یقین کرتے
تھے - ان کا شعر ہے ؎

وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سادھ کی مہما وید نہ جانی

ص ۱۲۴ و ص ۱۲۹-۱۳۰

د - ھندوؤں سے قطع تعلق کی دلیل
ان سے اُنس نہ کیا۔ تمام عمر مسلمانوں سے ہی
مانوس رہے اور اسلامی ملکوں کی طرف سفر
کرتے رہے۔ ص ۱۱۷

ھ - قرآن مجید - آپ کے کلام میں قرآن مجید
کی آیات کا ترجمہ پایا جاتا ہے مثلاً
۱ - اوّل اللہ نور اپایا - اللہ نور السموٰت
والارض - اور اول ما خلق اللہ نوری
سے ماخوذ ہے -
۲ - جیہناں ورشن ات ہے الخ
من کان فی ھٰذہ اعمٰی الآیۃ کا
ترجمہ ہے - ص ۱۲۶-۱۲۷ و حاشیہ ص ۱۳۸

و - باوا نانک کا آنحضرت صلعم کی حمد و ثنا کرنا
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود اور
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج یعنی کلمہ طیبہ
سے قسمت کھلتی ہے - ص ۲۱۴

ز - باوا نانک اور عقیدہ تناسخ
دیکھو "تناسخ اور باوا نانک"

ح - باوا نانک اور صدق - حق گوئی کی راہ
میں ایسے دلیر تھے کہ سچ کہتے وقت کسی سے
نہیں ڈرتے تھے - ص ۱۲۳

۸ - باوا نانک پر اعتراضات اور انکے جوابات
ا - مداہنہ کا آپ کو الزام دینا بھی غلط ہے
کہ اسلامی سلطنت کا عروج دیکھ کر بطور
مداہنہ مسلمانوں سے میل ملاپ رکھا - ص ۱۱۷

ب - پنڈت دیانند کے باوا صاحب کو نادان اور
گنوار کے لفظ سے یاد کرنیکا جواب - ص ۱۱۸

ج - پنڈت دیانند کے اس اعتراض کا جواب کہ
باوا صاحب وید کو نہیں مانتے بلکہ نندیا کرتے
ہیں - ص ۱۱۹

د - دیانند کے اعتراض کا کہ اگر باوا صاحب جاہل
نہ ہوتے تو نربھے کے لفظ کو نربھو کیوں کہتے -
جواب کہ سہو کاتب ہو سکتا ہے - ستیارتھ پرکاش
کے طبع اول پر جب اعتراضات ہوئے تو کئی اوراق
کے متعلق پنڈت صاحب نے کہدیا یہ کاتب نے لکھدیا
ہوگا - یہ بھی باوا صاحب کی کرامت ہے کہ
ایک لفظ کے الزام کے بدلے خود اس پر کئی اوراق
کا الزام آگیا - ص ۱۲۴-۱۲۵ و ۱۲۶

ھ - ستیارتھ پرکاش سے دیانند کے باوا صاحب
پر اعتراضات اور انکے جوابات - ص ۱۲۵-۱۳۴

و - ستیارتھ پرکاش کی ہندی اور اردو عبارت
ص ۲۵۰-۲۵۸

ز - علم سے بالکل بے بہرہ ہونے کے الزام کا
جواب - ص ۱۲۵-۱۲۶

ح - وید اور سنسکرت نہ جانتے تھے اعتراض کا
جواب کہ یہ اُسوقت کے پنڈتوں کا حق تھا
وہ تو اُن کے سامنے لاجواب ہو جاتے تھے -
ص ۱۲۶ و ص ۱۲۷-۱۲۸

ط - لالچ اور غرور کے الزام کا جواب - ص ۱۲۸

ی - باوا نانک پر نفاق کے الزام کا جواب

کہ وہ اپنے سکھوں کے سامنے ویدوں کے مخالف باتیں کرتے اور کبھی موافق مگر دل سے نہیں بلکہ لوگوں کے ڈر سے۔ ہندوؤں کو دھوکا دینے کیلئے اور آپ کے قول " وید پڑھت برہما مر" کی صحیح تشریح۔ ص ۱۲۹-۱۳۱

ک ۔ اس اعتراض کا جواب کہ جاہلوں نے اُن کے مرنے کے بعد سادھ اور بھگت قرار دے لیا مگر در حقیقت وہ ایسے نہ تھے ص ۱۳۲

ل ۔ باوا صاحب اور آپکے پیروؤں کو ٹھگ قرار دیا یعنی جنہوں نے دین کو دنیا کے لئے بیچ دیا ۔ الزام کا جواب۔ ص ۱۳۳

م ۔ نانک جی رئیس بھی نہ تھے ۔ انکے چیلوں نے بہت گپوڑے لکھے ہیں ۔ اور اس کا جواب ص ۱۳۳-۱۳۴

۹ ۔ باوا نانک کی زندگی کا اعلیٰ مقصد کہ وہ لوگوں کو وید سے چھڑا کر خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف کا مصدق بنا دیں ۔ اُسے نور دیا گیا تھا تا اس نُور کی گواہی دے جو دنیا کو روشن کرنے والا تھا ۔ مسلمانوں کو اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ ص ۱۳۲

۱۰ ۔ باوا صاحب کے ظہور کا وقت وہ تھا جب ہندو روحانی لحاظ سے مردہ اور مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ صرف نام کے مسلمان ظاہر پرست اور رسوم میں مبتلا تھے ۔ ص ۱۲۰

۱۱ ۔ آپ کا خاتمہ ایک ایسے طریق مستقیم پر ہُوا جس کی رو سے ہر ایک مومن متقی پر فرض ہے کہ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھے ۔ ص ۱۲۰

۱۲ ۔ باوا نانک کا دیانند سے مقابلہ

دیکھو " دیانند"

۱۳ ۔ باوا صاحب کی کرامات

۱ ۔ کہ انہوں نے اس زمانہ میں وید کی حقیقت معلوم کر لی کہ ان میں بجز عناصر اور ستارہ پرستی اور یاوہ گوئی کے کچھ نہیں جبکہ وید ایسے گم تھے کہ گویا نابود ۔ مگر دیانند جبکہ جابجا وید ترجمہ ہو کر مشتہر ہو چکے ان کی حقیقت سے نابینا رہا ۔ ص ۱۳۱

۲ ۔ دیانند اس قول کے بعد کہ اگر وید جاننے والے مر گئے تو کیا باوا نانک ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گئے ۔ بہت جلد مر گیا اور باوا نانک کی دائمی زندگی کا ثبوت چولہ کی بقا ہے جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہُوا ہے ۔ ص ۱۳۱

۳ ۔ قاضی کی بدظنی کا کشفی طور پر جان جانا ۔ باوا صاحب کا جو اُس نے غائبانہ گلہ کیا تھا اس کے جواب میں کہنا کہ گلہ کرنا مُردہ کھانے کے برابر ہے ۔ دوسری یہ کرامت کہ اسلام کی صحیح حقیقت بتلا دی ۔ ص ۲۵۹-۲۶۰

۴ ۔ چولہ صاحب بھی ایک بڑی کرامت ہے اور اس کا اب تک محفوظ رہنا بھی کرامت ہے ۔ ص ۲۶۱

۵ - چولہ صاحب میں پیشگوئی ہے کہ دین اسلام میں بے شمار لوگ داخل ہونگے۔ چنانچہ اس کے بعد ہندوؤں سے کروڑہا اسلام لائے۔ چین میں سات کروڑ مسلمان ہوئے۔ حاشیہ صفحہ ۲۶۱

۶ - سردار سیوا سنگھ نے اپنے خط میں ایک یہ کرامت لکھی ہے کہ سلطان پور میں نواب دولت خاں لودھی اور قاضی کے ساتھ نانک کا نماز پڑھنا اور دونوں کی عدم حضوری کے باعث نماز توڑ کر علیحدہ پڑھنا اور اُن کے خیالات بتا دینا۔ صفحہ ۲۶۱ - ۲۶۲

۷ - حسن ابدال میں پنجہ صاحب باوا صاحب کی کرامت ہے۔ صفحہ ۲۶۲

۸ - سردار صاحب نے ایک کرامت یہ لکھی ہے کہ باوا صاحب نے ایک ریٹھ کے درخت کو میٹھا کر دیا تھا۔ صفحہ ۲۶۳

۹ - چولہ پر سورۃ اخلاص کے بار بار لکھنے میں یہ پیشگوئی ہے کہ آپ کے بعد عیسائی مذہب نے خروج کرنا تھا - اور خبردار کر دیا کہ وہ لوگ باطل پرست اور کاذب ہیں جو ناحق ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں ان کے فریب میں نہ آنا - اسی طرح چولہ میں خداؐ کو ارواح و اجسام کا خالق بتا کر اور قیامت کے ذکر سے آریہ مذہب کے بطلان کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور یہ چولہ ہر طالب صادق کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ صفحہ ۲۶۳ - ۲۶۵

۱۴ - اخبار خالصہ بہادر مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کے بعض اعتراضات کے جوابات -

ا - کہ باوا صاحب نہ ہندو مت کے پیرو تھے نہ مسلمان تھے صرف خدائے واحد پر یقین تھا۔ یہ تو صحیح ہے کہ وید کو تو وہ کہانی خیال کرتے اور اس کے اصولوں کے مخالف تھے - لیکن باوا صاحب کے اعمال - چولہ صاحب جس پر کلمہ لکھا ہوا ہے - حج اور چلے اولیاء کی قبور پر بتاتے ہیں کہ قرآن اور اسلام کے متعلق اخبار کی رائے باوا صاحب کے متعلق درست نہیں اور تفصیل صفحہ ۱۸۸ - ۱۸۹

ب - اس کی دلیل کہ خداؐ کے متعلق باوا صاحب کو شناخت کیسے ہوئی اور یہ ناممکن ہے کہ وہ تمام الہامی کتابوں اور نبیوں کو جھوٹا خیال کریں - لامحالہ ماننا پڑیگا کہ وہ سچا جانتے تھے اور ان میں سب سے بڑے آنحضرت صلعم ہیں۔ اسلئے ہندو مذہب ترک کر کے وہ اسلام میں داخل ہوئے - اگر ایسا نہ کرتے تو بے دین کہلاتے - صفحہ ۱۸۹ - ۱۹۹ و صفحہ ۱۹۴ - ۱۹۹

ج - اب تک جس قدر گرنتھ اور جنم ساکھیوں میں اقرار توحید اور اسلام کے متعلق اشعار باقی ہیں - اگر چیف کورٹ میں مقدمہ لے جائیں تو فیصلہ یہی ہوگا کہ باوا صاحب مسلمان تھے کیونکہ تناقض کے وقت وہ شہادتیں قبول کی جائیں گی جنکو غلبہ ہو اور ایسے قرائن ہوں

جوان کو قوت دیتے ہوں ۔ صـــ ۱۹۳

د ۔ عظیم الشان مصلح نبی اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لانیکا ایک ثبوت آپکی وہ سی حرفی ہے جو سا کھی بھائی بالے والی دوٹی میں درج ہے جس میں قرآن مجید اور کلمہ طیبہ اور نماز پڑھنے کی نصیحت اور تارکین نماز پر لعنت وغیرہ کا ذکر ہے ۔ صـــ ۲۲۰ - ۲۲۲
صـــ ۱۹۹ - ۲۰۴

ھ ۔ اس شبہ کا جواب کہ یہ نصیحتیں دوسروں کو کیں خود پابند نہ تھے یہ ہے کہ نیک لوگ جن باتوں کے خود پابند نہ ہوں دوسروں کو نہیں کہتے ۔ صـــ ۲۰۵

و ۔ گرنتھ سے خلافِ اسلام شعر پیش کرنا بددیانتی ہے کیونکہ بہت سے ایسے اشعار اُن کی طرف بعد میں منسوب کیئے گئے ۔ اور کسی مصلحت سے ایسے شعروں کے آخر میں بھی نانک نام لگا دیا گیا ۔ اُن کے اصل اشعار آسا محلہ پہلا یا گوڑی محلہ پہلا کی ذیل میں آتے ہیں اور ان میں کوئی بھی اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں ۔ اگر کوئی ایسا شعر ہو بھی جو الحاق کے طور پر یا عمدًا یا سہوًا اُن میں ملایا گیا ہو تو وہ حصہ کثیرہ کے نقیض ہونے کی وجہ سے ساقط عن الاعتبار ہوگا ۔
صـــ ۲۰۵ - ۲۰۶ ، صـــ ۲۱۴

ز ۔ اخبار خالصہ نے جنم ساکھی کے چند اشعار سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ باوا نانک مکذّبِ آنحضرتؐ تھے ۔ شلوک ۔ لکھ محمد ایک خدا ۔ الکھ سچا بے پرواہ کئی محمد کھڑے دربار . . . . . .
یونہی کہا ہے نانک بندے ۔ پاک خدا اور سب گندے
حضرت مسیح موعودؑ کا ان کی صحیح تشریح بیان کرنے کیلئے باوا نانک کے دوسرے اشعار کا ذکر جن میں انکساری کا اظہار ہے ۔ لطیف تشریح جس سے آنحضرتؐ کی تعریف نکلتی ہے ۔ صـــ ۲۰۹ - ۲۱۴

۱۵ ۔ گرنتھ میں مخالف اسلام اشعار کی وجہ

ا ۔ ایک تو الحاق کیونکہ دوسو سال بلکہ تین سو سال بعد جمع کئے گئے ۔ اور دوسروں کے اشعار کے آخر میں بھی نانک کا نام لگا دیا گیا ۔ ممکن ہے کہ باوا صاحب کے اسلام لانے سے قبل کے یعنی ابتدائی زمانہ کے اشعار ہوں ۔ مگر وہ اشعار جن میں انکا اقرار ہے کہ بغیر اسلام کے نجات نہیں ۔ آخری عمر کے ہیں جو ابتدائی عمر کے خیالات سے مختلف ہیں ۔ آخری عمر میں ہی چولا ملا ۔ حج کیا اور چلے کئے ۔ صـــ ۲۱۴ - ۲۱۵

ب ۔ باوا نانک کا اپنا اقرار کہ وہ پاپی نیچ اور غفلت سے بھرا ہوا اپنے آپکو کہتے اور چولہ میں بھی آیت لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اقرار موجود ہے ۔ اسلئے جب اسلام سے بے خبر تھے ممکن ہے ان ایام میں مخالف اسلام خیالات کا اظہار کیا ہو ۔
صـــ ۲۱۵ - ۲۱۸

۱۶ - باوا صاحب پر پادریوں کا حملہ - وہ گورو نہ تھے اور نہ ہی باقی گرو تھے - ست گورو یسوع مسیح ہے جس نے اپنی جان قربان کی اور گنہگاروں کے بدلے آپ لعنتی ہوا - یسوع کو خدا کر کے مان لو تم پوتر ہو جاؤ گے اور اس کا جواب - کہ باوا صاحب نے اُس خدا کا دامن پکڑا جو مرنے اور جنم لینے سے پاک ہے - وہ گناہ بخشنے کے لئے آپ لعنتی بننے کا محتاج نہیں اور نہ کسی کی جان بچانے کیلئے اس کو اپنی جان دینے کی ضرورت ہے - ص ۲۶۵ - ۲۶۶

۱۷ - باوا صاحب کی نسبت بے ثبوت باتیں جنم ساکھیوں میں

اس میں شک نہیں کہ بعض نادان دوستوں نے باوا نانک صاحب کی کرامت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لئے بعض جھوٹے قصے لکھے ہیں - مثلاً ایک جھوٹا قصہ کہ مکہ میں جدھر پاؤں کرتے اسی طرف مکہ پھر جاتا - سچ کیلئے جانا تو درست ہے مگر یہ قصہ یاوہ گوئی ہے - اگر کرامت دکھانے گئے تھے تو کعبہ کو اسی جگہ چھوڑ آتے جس طرف پیر تھے - کم از کم دس بیس قدم تو آگے پیچھے کر آتے تا کرامت کا ثبوت رہ جاتا - اسی طرح یہ جھوٹ کہ باوا صاحب نے پنجابی بھاشا میں شعر بنائے اور عربوں نے پنجابی میں جواب دیئے - اگر کرامت دکھانی تھی تو عربی میں بات کرتے اور عربی اشعار سُناتے - اسی طرح جنم ساکھی میں لکھا ہے - کعبہ میں ایک پتھر ہے - اُس کو دھوتے ہیں اور نالیوں سے اس کا پانی بہتا ہے اسی پانی کو آب زمزم کہتے ہیں - اسی طرح باوا صاحب کی امام اعظمؒ سے جو سات سو برس پہلے اُن سے وفات پا گئے تھے ملاقات کا ذکر لکھا ہے - مکہ میں تو اُن کی قبر بھی نہیں - باوا صاحب کی وفات کے بعد یہ افتراء کئے گئے تا اُن کے اسلام کے متعلق شکوک پیدا کئے جائیں - جنم ساکھیوں میں حد درجہ متناقض اقوال ہیں - جسقدر حصہ تناقض سے محفوظ اور معقول ہے لیا جائیگا - اور اسی قسم کا تناقض و اختلاف اُن کے ان اشعار میں بھی ہے جو آدگرنتھ میں ہیں - بجز چند اشعار کے جو بطور جعلسازی اور بعد کے الحاق - باقی قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ ہیں - اور انکے اشعار میں اختلاف کی حقیقی وجہ ص ۱۳۴ - ۱۴۳

دوسری غیر معقول اور جھوٹ باتیں دیکھو ص ۱۷۹ - ۱۸۰
نیز دیکھو ص ۱۹۲ - ۱۹۳

بروز

باوا صاحب مسیح ابن مریم کے نزول و حیات کے قائل نہ تھے بلکہ بروز مسلم عند الصوفیہ کے قائل تھے - یعنی بعض وقت بعض گذشتہ صلحاء کی کوئی ہمشکل رُوح جو نہایت اتحاد اُن سے رکھتی ہے دنیا میں آ جاتی ہے - اور اس رُوح کو اس رُوح سے صرف مناسبت ہی نہیں ہوتی بلکہ اُس سے مستفیض بھی ہوتی ہے - اور اس کا دنیا میں آنا بعینہٖ اس رُوح کا دنیا میں آنا شمار کیا جاتا ہے - اس کو متصوفین کی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں - ص ۱۸۲

بو علی ابن سینا

بو علی ابن سینا اسلامی فلاسفر کا لکھنا کہ گو حشر جسمانی

پر دلائل فلسفہ قائم نہیں لیکن مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لائے ہیں ۔
نوٹ حاشیہ صہ ۲۹۳

بے حیا اور بے شرم

جو شخص کھلے کھلے سچ سے منکر ہو بیٹھے اس کا نام بے حیا اور بے شرم ہے ۔ صہ ۱۹۰

ت

تفسیر آیات قرآنیہ

۱ ۔ واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون ۔ یعنی دوزخ کی آگ سے نجات پاؤ ۔ صہ ۲۲۰

۲ ۔ قد افلح من زکّٰھا یعنی جہنم کی آگ سے وہ بچیگا جو اپنے تئیں نفس پرستی اور تمام نافرمانیوں سے پاک کریگا ۔ صہ ۲۲۱

۳ ۔ ونفس وما سوّٰھا قد افلح من زکّٰھا ۔ جان کی قسم اور اُس ذات کی جس نے جان کو اپنی عبادت کے لئے ٹھیک بنایا ۔ وہ شخص نجات پا گیا جس نے اپنی جان کو غیر کے خیال سے پاک کیا ۔ صہ ۲۲۳

۴ ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ اشارہ ہے کہ جیسے حبل الورید کے خون کے نکلنے سے انسان کی موت ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ سے دُور پڑنے میں انسان کی موت ہے بلکہ اس سے زیادہ تر ۔ صہ ۲۲۳

۵ ۔ ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ یعنی تمہاری سوداگریاں تو خسارہ سے خالی نہیں ۔ ان میں آئے دن عذاب بھگتنا پڑتا ہے سو آؤ تمہیں وہ سوداگری بتادیں جس میں نفع ہی نفع ہے ۔ خسارہ کا احتمال نہیں ۔ صہ ۲۲۵

۶ ۔ لا تنفذون الا بسلطان ۔ اور خدا تعالیٰ کے ملک سے جو زمین و آسمان ہے تم باہر نہیں جا سکتے ۔ جہاں جاؤ گے خدا تعالیٰ کا غلبہ تمہارے ساتھ ہو گا ۔ صہ ۲۲۶

۷ ۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار ۔ یعنی خدا کی کُنہہ کو کوئی عقل دریافت نہیں کر سکتی ۔ صہ ۲۲۷

۸ ۔ کفی باللہ وکیلا ۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے کاموں کا آپ ہی وکیل ہے ۔ کسی دوسرے کو پوچھ پوچھ کر احکام جاری نہیں کرتا ۔ صہ ۲۲۸

۹ ۔ لم یکن لہ ولیّ من الذل ۔ اور ایسا کوئی اس کا دوست نہیں جو درماندہ ہو کر اُس نے اس کی طرف التجا کی ہو ۔ صہ ۲۲۸

۱۰ ۔ اللہ لطیف بعبادہ ۔ اللہ باریک نظر سے اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے ۔ صہ ۲۲۸

۱۱ ۔ قائم علیٰ علّ نفس بما کسبت ۔ ہر یک جان پر وہ کھڑا ہے اس کے اعمال مشاہدہ کر رہا ہے ۔ صہ ۲۲۸

۱۲ علّ یوم ھو فی شان ۔ ہر ایک دن وہ ہر یک کام میں ہے کسی کو بڑھاوے اور کسی کو ردّ کرے اور کسی کو آباد کرے اور کسی کو ویران کرے اور کسی کو عزت دے اور کسی کو ذلّت ۔ صہ ۲۳

۱۳ ۔ فلیعمل عملا صالحا ۔ ایسے کام کرے جن میں فساد نہ ہو یعنی ایک ذرہ متابعت نفس اور ہوا کی نہ ہو ۔ صہ ۲۳۰

۱۴ ۔ نھی النفس عن الھوٰی ۔ یعنی اپنے نفس کو اُس کی نفسانی خواہشوں سے روک لیوے ۔ صہ ۲۳۰

۱۵ - قولوا قولاً سدیدًا - وہ باتیں کیا کرو جو سچی اور راست اور حق اور حکمت پر مبنی ہوں - صـ ۲۳۱

۱۶ - ھو الاوّل والاٰخر - یعنی وہ پہلے بھی ہے اور پیچھے بھی - صـ ۲۳۲

۱۷ - ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ - وہ آسمان میں ہے یعنی دُور ہے اور زمین میں ہے یعنی نزدیک ہے یعنی دوستوں کے لئے نزدیک ہے - اور دشمنوں کے لئے دُور - صـ ۲۳۳

۱۸ - لم یلد ولم یولد - یعنی وہ قدوس ہے کسی کا بیٹا نہیں - وہ قیوم ہے کسی کا جنایا ہُوا نہیں - وہ قادر ہے کسی کے پیٹ سے نہیں نکلا صـ ۲۶۴

۱۹ - نار اللہ الموقدۃ التی تطّلع علی الافئدۃ - یعنی جہنم خدا کے غضب کی آگ ہے جو دلوں پر پڑیگی یعنی وہ دل جو بداعمالی اور بداعتقادی کی آگ اپنے اندر رکھتے ہیں وہ غضبِ الٰہی کی آگ سے اپنی آگ کے شعلوں کو مشتعل کرینگے - تب یہ دونوں قسم کی آگ باہم مل کر ایسا ہی انکو بھسم کریگی جیسا کہ صاعقہ گرنے سے انسان بھسم ہو جاتا ہے - صـ ۲۶۷

۲۰ - بلیٰ من اسلم وجھہ للہ - وجہ مُنہ کو کہتے ہیں - اس آیت میں استعارہ کے طور پر انسان کی ذات اور قوتیں ہیں جن کی رُو سے وہ دوسری جانوں سے امتیاز رکھتا ہے - گویا وہ قوتیں انسانیت کا مُنہ ہیں - حاشیہ صـ ۲۷۱

تناسخ اور باوا صاحب - اس اعتراض کا جواب کہ وہ گر نتھ میں تناسخ کے قائل ہیں تو وہ مسلمان کیونکر ہوئے یہ ہے کہ وہ اس تناسخ کے ہرگز قائل نہ تھے جس کے آریہ قائل ہیں - کیونکہ

(۱) وہ مانتے ہیں کہ سب مخلوق نور سے پیدا ہوئی نہ بطور اعمال کی جزا سزا کے - پیدائش کی رُو سے کوئی بُرا بھلا نہیں - ہاں اعلیٰ اور ادنیٰ مرتبہ کے لحاظ سے تفاوت ہے - جیسے قرآن شریف میں سعید اور شقی کہا گیا ہے - پس ارواح و مادہ کا خالق خدا کو ماننے والا تناسخ کا قائل نہیں ہو سکتا - اور نہ ہی وہ موحد ہو سکتا ہے - وہ تو رُوح و مادہ کو لازمی طور پر انادی غیر مخلوق مانے گا -

(۲) تناسخ کا قائل جاودانی مکتی نہیں مانتا - لیکن باوا صاحب جاودانی مکتی کے قائل ہیں -

(۳) باوا صاحب خدا کو کریم - رحیم - توّاب - غفور اور پروردگار مانتے ہیں - اور یہ سب باتیں اواگون کے عقیدہ کے مخالف ہیں - جو شخص یہ تینوں اسلامی عقیدے رکھے وہ اواگون کا قائل نہیں ہو سکتا - پس ان چند اشعار کو جن سے تناسخ ثابت کیا جاتا ہے یا تو الحاقی ماننا پڑے گا یا تاویل کرنی ہوگی - کیونکہ بزرگوں کے کلام میں تناقض روا نہیں - یہ بھی یاد رہے کہ صوفی بھی ایک تناسخ کے قائل ہیں - وہ ہر ایک آن کو ایک عالم سمجھتے ہیں - وہ کہتے ہیں جب تک انسان کامل نہ ہو جائے وہ طرح طرح کے

حیوانوں سے مشابہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے باوا صاحب کی تناسخ سے مراد یہی ہو۔ حاشیہ ص ۱۴۲-۱۳۷

ب۔ اسلام میں تناسخ کی صورتیں۔ تین صورتیں تناسخ کی اسلام نے روا رکھی ہیں۔

(۱) تزکیہ سے پہلے وہ کسی کیڑے یا حیوان سے مشابہ ہوتا ہے کسی مقام نفس پرستی میں وہ اہل کشف کی نظر میں بیل۔ گدھے کتے یا کسی اور جانور سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۲) دوسری قسم تناسخ کی جو دوزخیوں کو قیامت کے دن پیش آئیگی۔

(۳) تیسری قسم تناسخ کی جو انسانی نطفہ ہزارہا تغیرات کے بعد نطفہ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ جیسا کہ مثنوی رومی میں ہے ؎

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام

اور ان کی تفصیل اور باوا نانک کا ارشاد انہی تناسخوں میں سے کسی ایک کے متعلق ہو سکتا ہے نہ کہ آریوں کے تناسخ کے متعلق۔ ص ۲۰۶-۲۰۸

ج

جنت کی نعماء

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق جسم اور روح کو جو دونوں خدا تعالیٰ کی راہ میں دنیا میں کام کرتے رہے جزا ملیگی۔ یہی تو پورا بدلہ ہے۔ روح کو روح کی خواہش کے مطابق اور جسم کو جسم کی خواہش کے مطابق بدلہ ملے گا۔ ہاں دنیوی کدورتوں اور کثافتوں سے وہ جگہ پاک ہوگی۔ لوگ اپنی پاکیزگی میں فرشتوں کے مشابہ ہوں گے اور باہم جسم اور روح دونوں کے لحاظ سے لذت و سرور میں ہونگے۔ روح کی چمک جسم پر پڑیگی اور جسم کی لذت میں روح شریک ہوگا۔ ص ۲۲۲

جنت و دوزخ

اسلامی تعلیم کی رُو سے مرنے کے بعد جسم کا روح سے تعلق باقی رہتا ہے۔ اور وہ ابدی تعلق ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ جنت میں بہشتیوں کا جسم لذت میں اور دوزخ میں دوزخیوں کا جسم عذاب میں شریک ہوگا حاشیہ ص ۲۴۴

جنم ساکھیاں

۱۔ جنم ساکھیوں میں باوا نانک کے متضاد اقوال۔

دیکھو زیر "باوا نانک"

۲۔ جنم ساکھی بھائی بالے والی کا بیان باوا نانک کے عرب دیش میں سفر اور چولے کے متعلق۔

ص ۱۴۵-۱۵۲

۳۔ انگد جو باوا صاحب کے جانشین تھے اُن کی جنم ساکھی سے پہلے کی باوا صاحب کی سوانح سے متعلق کوئی کتاب نہیں۔ ص ۱۵۹

جہنم کیا چیز ہے

وہ خدا کے غضب کی آگ ہے جو اُن دلوں پر جو بداعمالی اور بداعتقادی کی آگ اپنے اندر رکھتے ہیں پڑے گی۔ تب یہ دونوں قسم کی آگ باہم مل کر انکو بھسم کریگی۔ جیسے صاعقہ گرنے سے انسان بھسم ہو جاتا ہے درحقیقت ہر انسان کے اندر ہی دوزخ کا شعلہ اور

اندر ہی نجات کا چشمہ ہے۔ صـ ۲۶۷

چ

چولا صاحب

۱۔ باوا صاحب اپنا پاک چولا ایک سوتی کپڑے پر قدرتی حرفوں سے لکھا ہوا جو ازلی ہادی کے فضل سے انکو ملا تھا وصیت نامہ کے طور پر اپنی یادگار چھوڑ کر ایک سچا اور حقیقی پیغام دنیا کو پہنچا گئے۔ صـ ۱۱۹

۲۔ حقیقی چولا کسے ملتا ہے۔ دینی امور میں سچا اور پاک تجربہ اسی کو حاصل ہوتا ہے جو سچے دل سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے اور ہر پلید بات کا پلید چولہ اپنے پر سے اتار کر ایک پاک چولہ انصاف اور حق گوئی کا پہن لیتا ہے۔ تب باوا صاحب کی طرح آسمانی چولہ اُس کے لئے اُترتا ہے۔ پس یہ پاک چولہ نانک کو ملا۔ دیانند کو نہ ملنے کی وجہ۔ صـ ۱۲۳-۱۲۴

۳۔ جنم ساکھی بھائی بالے والی میں سے باوا جی کے عرب دیش میں جانے اور چولہ عطا کئے جانے اور باوا صاحب کو مروانے کیلئے تین چار سازشیں اور اُن کی کرامات کہ وہ ہر دفعہ زندہ رہے اور سازشیں ناکام رہیں۔ صـ ۱۴۵ - ۱۵۲

۴۔ چولہ صاحب کے متعلق تحقیقات کرنے کیلئے

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک وفد قادیان سے ڈیرہ بابا نانک بھیجنا اور اُن کے اسماء۔ صـ ۱۴۴ و حاشیہ صـ ۱۵۳

(ب) خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مع دس اصحاب جماعت ۳۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو بعد استخارہ مسنونہ پیر کے دن ڈیرہ بابا نانک تشریف لے جانا اور چولے کا دیکھنا۔ اور اس پر جابجا قرآن کی آیات اور سورتوں کا لکھے ہوئے پانا اور کلمہ طیبہ وغیرہ اور دس اصحاب کے اسماء۔ صـ ۱۵۳ - ۱۵۵

(ج) یہ قول کہ چولے پر سنسکرت اور شاستری کے لفظ اور زبور کی آیتیں بھی لکھی ہیں غلط اور جھوٹ ہے۔ صـ ۱۵۶

۵۔ چولہ صاحب کی کرامت۔ باوجودیکہ وہ ایسے شخصوں کے ہاتھ میں رہا جن کو اللہ اور رسول پر ایمان نہ تھا۔ اور ایسی سلطنت کا زمانہ آیا جس میں بانگ دینا بھی جرم تھا۔ مگر وہ ضائع نہ ہوا۔ صـ ۱۵۶

۶۔ چولہ کے باقی رہنے میں حکمت۔ مقدر تھا کہ وہ ہمارے زمانہ تک رہے اور ہم باوا صاحب کو بیجا الزاموں سے پاک کرکے اُن کا اصلی مذہب ظاہر کریں۔ پھر اس پر جو لکھا ہے۔ اس کا دیکھنا ہم سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوا۔ اسوقت تک چولا باقی رہنے میں یہی حکمت تھی کہ وہ ہمارے وجود کا منتظر تھا۔ صـ ۱۵۶ - ۱۵۷

۷۔ انگد کی جنم ساکھی میں جو چولا کے آسمان سے نازل ہونے اور خدا کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہونے کا ذکر ہے اس کی حقیقی تشریح۔ ہو سکتا ہے یہ آیات الہام ہوئی ہوں اور پھر اذنِ ربّی سے

چولے پر لکھی گئی ہوں - ص ۱۵۷ و ص ۱۹۲

۸ - باوا نانک کو چولا دیئے جانے کی غرض

تا اُن کا اسلام پر یقین بڑھ جائے اور تا وہ سمجھیں کہ بجز لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور کوئی سبیلِ نجات نہیں - اس چولے کو انہوں نے پہنا تا تمام دنیا کو اپنے اسلام پر گواہ کر دیں ص ۱۵۸

۹ - چولا صاحب سے متعلق آریوں کی غلط بیانی

کہ چولا باوا صاحب کو ایک فتح کے بعد ایک قاضی سے بطور نشانِ فتح ملا تھا -

(ا) اگر ایسا ہی تھا اور وہ درحقیقت اسلام کے مخالف تھے تو اس چولے کی بے عزتی کرنی چاہیئے تھی کہ اس پر ایسا کلام لکھا ہوا ہے مگر اسقدر عزت جتائی کہ اُن کے تمام جانشین اس کی تعظیم کرتے رہے - مگر آریوں کا یہ بیان انگد کی جنم ساکھی کے بالکل خلاف ہے - ص ۱۵۸

(ب) اگر باوا نانک مسلمانوں سے جنگ کرتے تو پھر اُن کی وفات پر جنازہ پڑھنے کے لئے مسلمان جھگڑا کیوں کرتے - اس لئے فتح کا قصہ بھی من گھڑت ہے - ص ۱۲۶

۱۰ - چولہ کی برکات اور اسکی تعظیم

(ا) جب بلائیں آتی یا سختی نمودار ہوتی یا عظیم الشان کام ہوتا تو اس چولے کو سر پر باندھتے اور برکت چاہتے - بے اولادوں کو لونگ وغیرہ چھو کر دیتے - انگد صاحب نے اپنی جنم ساکھی میں اس کی بہت ہی برکات لکھی ہیں - اور یہ کہ اسپر خدا کا کلام لکھا ہے - یہ تعظیم تو ویدوں کو بھی حاصل نہیں ہوئی -
ص ۱۵۸ - ۱۶۰

(ب) - پانچویں گرو یعنی گورو ارجن داس کے وقت تک ہر گرو اپنی گدی نشینی کے وقت اسکو مبارک سمجھ کر سر پر رکھتا رہا - بڑے بڑے درباروں اور عظیم الشان مہموں کے وقت یہ چولہ سر پر رکھتے اور برکت ڈھونڈتے
ص ۱۶۳ - ۱۶۴

۱۱ - یادگار - چولا باوا نانک کی یادگار ہے - پاک ہے وہ مکان جس میں وہ رکھا گیا - اور وہ کپڑا جس پر آیات لکھی گئیں اور وہ وجود جو اس کو پہنے پھرتا تھا - ص ۱۶۱

۱۲ - نظم بصورت مثنوی چولہ کے حالات اس کے برکات اور نانک کے حالات اور تحقیق مذاہب اور آخر اسلام قبول کرنے وغیرہ کے متعلق - ص ۱۶۱ - ۱۶۳

۱۳ - چولہ باوا نانک کا نقشہ مع آیات قرآنیہ جو اس پر لکھی ہوئی ہیں - ص ۱۶۲

۱۴ - چولا کی مختصر تاریخ - ارجن داس گورو کا طوطا رام کی درخواست پر اُسے چولہ دے دینا اور ایک مدت کے بعد پھر کابل مل باوا نانک صاحب کی اولاد میں آجانا اور اس کیلئے

خ

د

اس لئے وہ آسمانی چولا ان کو پہنایا گیا جس پر قدرت کے ہاتھ نے گیان اور معرفت کی باتیں لکھی تھیں جو خدا کا کلام تھیں ص ۱۲۴

(د) دیانند کا کلام نہایت بے برکت خشک اور سچی اور معرفت اور گیان سے ہزاروں کوسوں دُور اور بات بات میں خود پسندی تکبّر اور سطحی خیال کی بدبو سے بھرا ہُوا۔ اور باوا نانک صاحب کا کلام خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق اور ہر ایک شعر توحید کی خوشبو سے بھرا ہُوا معلوم ہوتا ہے ص ۲۲۹

۳۔ دیانند کی حسب نسب کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ حاشیہ ص ۱۳۴

۴۔ دیانند کے باوا نانک پر اعتراضات اور ان کے جوابات۔ دیکھو "باوا نانک"

ر

رسول اور اُس پر ایمان کی ضرورت

خداؔ کی ذات کے مشاہدہ کرنے والے اس کے رسول ہیں۔ اور انسان اپنی آنکھوں کی قوت سے نہیں بلکہ اس کے رسول کے خوردبین کے ذریعہ دیکھ سکتا ہے۔ غرض جس شخص کو خداؔ نے اپنی معرفت سے رنگین کر دیا اس سچے گورو کے ذریعہ سے خداؔ کو طلب کرنا یہی سیدھی راہ ہے۔ حاشیہ ص ۲۲۵

ز

زندگی ۱۔ ہمیشہ کی زندگی پانے کی راہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھے کہ کلمہ طیبہ کا کپڑا اپنا چولہ بنا لے اُسے خدا بھی عزت دیگا۔ ص ۱۳۱-۱۳۲

۲۔ نئی زندگی اسلام پر قدم مارنے سے ملتی ہے۔ اور انوار و برکات حاصل ہوتے ہیں ص ۲۷۴

س

ست بچن

۱۔ رسالہ ست بچن کے متعلق بعض سکھ اخبارات کی غلط فہمیوں کا جواب اور گورنمنٹ سے خطاب کہ یہ رسالہ کسی بدنیتی یا دلآزاری کی نیت سے تصنیف نہیں کیا گیا اور اس کی اصل غرض۔ ص ۱۱۲

۲۔ غرض تالیف (ا) اس کی اصل غرض پنڈت دیانند کے باوا نانک پر بے جا الزاموں مندرجہ ستیارتھ پرکاش کا رفع دفع کرنا ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ اسلام ٹھہرایا ص ۱۱۲ نیز دیکھو "باوا نانک صاحب کا مذہب"

(ب) تا آریہ لوگ جنہیں خداؔ کا خوف نہیں وہ اس حقانی انسان کی راست گفتاری اور راست روی کو غور سے دیکھیں اور ہو سکے تو اُس کے نقش قدم پر چلیں۔ ص ۱۱۴

سعادتِ عظمیٰ

دنیا میں جسمانی لذّت روحانی لذّت سے روکتی

اور روحانی لذت جسمانی لذت سے مانع آتی ہے مگر
بہشت میں دونوں لذتوں کا ایک دوسری پر عکس
پڑے گا اور اسی حالت کا نام سعادتِ عظمیٰ ہے
ص ۲۲۲

سکھ اور مسلمانوں کی نزاعیں

دیکھو "مسلمان اور سکھ"

ش

شرک

اِس سے زیادہ کوئی شرک نہیں کہ انسان یہ
پرتکبر دعویٰ کرے کہ مَیں خود بغیر امداد اس کے
چراغ ہدایت کے اس کو دیکھ سکتا ہوں۔
ص ۱۸۹

شعر جمع اشعار

تین فارسی اشعار جن کا اوّل شعر یہ ہے ؎
آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقام شاں
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں
ص ۱۳۲

ع

عذاب کی جڑھ

ا۔ انسان کی عملی اور اعتقادی غلطیاں ہیں۔
وہی درحقیقت خدا تعالیٰ کے غضب سے آگ
کی صورت پر متمثل ہونگی۔ جیسے بجلی کی آگ
کے ساتھ انسان کی اندرونی آگ شامل ہو
جاتی ہے۔ اب دونوں مل کر اس کو بھسم کر
دیتی ہیں۔ اسی طرح غضب الٰہی کی آگ
بداعتقادی اور بداعمالی کی آگ کے ساتھ
ترکیب پا کر انسان کو جلا دیگی۔ ص ۲۶۷

ب۔ تمام عذاب خدا کی دُوری اور غضب میں ہے
سچی توبہ اور سچے طریق اور سچی تابعداری اختیار
کرنے اور سچی توحید قبول کرنے سے خدا تعالیٰ
کو راضی کر کے عذاب سے دُور ہو جاتا ہے۔
ص ۲۷۵

عرش اور ہزارہا عالم

عرش سے مراد مقدس بلندی کی جگہ ہے گویا استعارہ
کے طور پر خدا تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا
گیا ہے جس کی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔
اور اوپر کی طرف سے وہ ایک انتہائی نقطہ کی طرح
ہے جس کے نیچے عالم کی دو شاخیں نکلتی ہیں۔ اور
ہر ایک شاخ ہزار ہا عالم پر مشتمل ہے جن کا علم
بجز ذات باری تعالیٰ کسی کو نہیں جو اس نقطۂ انتہائی
پر مستوی ہے جس کا نام عرش ہے۔ ربّ العرش
ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مالک الکونین ہے
ص ۴۹۱ - ۴۹۲

عیسائیوں سے ایک سوال

اگر عیسائیوں کا خدا کسی کو گناہ میں ہلاک کرنا
نہیں چاہتا تو پھر اس نے اُن شیاطین کی پلید
رُوحوں کو جن کا ذکر انجیل میں ہے اُن کی نجات
کے واسطے کیا بندوبست کیا ہے۔ اُن کے لئے
کونسا بیٹا دنیا میں آیا۔
ص ۲۸۸

ق

قرآن شریف

قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے۔ الم ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ اور ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ نوٹ حاشیہ صـ۱۷۷

قربانی نفس

جان قربان کرنیکا یہ طریق تو بے شک صحیح ہے کہ خدا کے بندوں کی معقول طریقہ سے خدمت کریں۔ اور اُن کی بھلائی میں اپنے تمام انفاس خرچ کر دیں۔ اور اُن کے لئے ایسی کوشش کریں کہ گویا اس راہ میں جان دیدیں۔ مگر یہ ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اپنے سر پر پتھر ماریں یا کنوئیں میں ڈوب مریں یا پھانسی لے لیں۔ اور پھر تصوّر کریں کہ اس بے جا حرکت سے نوع انسان کو فائدہ پہنچیگا۔ خدا ہر جان سے اسی کی جان کی قربانی چاہتا ہے نہ کسی غیر کی۔ زید کی خودکشی بکر کے کام نہیں آتی۔ صـ۲۶۸-۲۶۹

ک

کرامت

جب انسان خدا کو اپنا مقصد ٹھہراتا ہے اور غیر سے قطع تعلق کرتا اور خدا تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتا ہے تو وہ نئے رنگ میں اُس پر تجلّی فرماتا ہے۔ عنایت الٰہی اس کی عزت ظاہر کرتی مشکلات کے وقت اُس کی دستگیری فرماتی۔ اُس کے دوستوں پر فضل و احسان کا پرتو ڈالتی۔ موذی دشمنوں کو قہر کے ساتھ پکڑاتی۔ معارف و دقائق سے حصّہ بخشتی اُس کی قبولیت دنیا میں پھیلا دیتی اُس کے ہر بوجھ کی آپ متکفل ہوتی اور تمام حاجتوں کو پورا کرتی ہے۔ ان تمام صورتوں کا نام کرامت ہے۔ صـ۲۵۹

م

متعصب

جو شخص اوسط درجہ کے ثبوت سے انکار کرے اس کا نام متعصب ہے۔ صـ۱۹۰

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ا۔ انبیاء میں سے سب سے بڑے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں۔ اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیاء ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے۔ سو وہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی امت کی تعداد چورانوے کروڑ ہے۔ صـ۱۹۰-۱۹۱

ب۔ محمدؐ اور مسیح ناصری کا مقابلہ

روحانی قوت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہوگیا۔ مگر یسوع کا شیطان اس کے گمراہ کرنے کی فکر میں رہا۔ اور ایک پہاڑ پر آزمانے کے لئے لے گیا۔ اور دنیا کی دولتیں دکھائیں۔ اور سجدہ کے لئے کہا۔ جس میں اشارہ تھا کہ جب عیسائی قوم شیطان کو سجدہ کریگی تو دنیا کی تمام سہولتیں اُن کو دی جائیں گی۔ حاشیہ صـ۲۸۹

مذہب جمع مذاہب

ا۔ شناخت کے تین ذرائع۔ ایک ذریعہ مذہبی آزادی اور اظہار رائے کی آزادی ہے۔ جو

گورنمنٹ انگریزی نے دے رکھی ہے - دوسرا ذریعہ چھاپے خانوں کی کثرت ہے - تیسرا ذریعہ راہوں کا کھلنا اور ڈاک کا حسن انتظام اور دور دور ملکوں سے کتابوں کا آنا جانا ہے - ص ۲۷۹

ب - مذاہب ثلاثہ کا مقابلہ خداشناسی کے لحاظ سے

آریہ - عیسائی - اسلام میں سے ہرایک کا دعویٰ ہے کہ میرا ہی مذہب حق ہے - مقابلہ کرکے دیکھا جائے کہ کس میں یہ خاصیت ہے کہ فقط اس کے طریق خداشناسی پر نظر ڈالنا ہی دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے - ص ۲۸۰

آریہ مذہب کا خدا - وہ موجودہ ارواح اور اجسادِ صغار کو جو اس کے وجود کی طرح انادی اور واجب الوجود ہیں باہم پیوند کر دیتا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں کہ ایسی قدیم چیزوں کو پرمیشر کی کیا حاجت ہوئی؟ ہندوؤں کے پرمیشر کی حقیقت یہی ہے کہ وہ اخلاقی اور الوہیت کی طاقتوں میں نہایت کمزور اور قابلِ رحم ہے اور نہ وہ معاف کرتا ہے اور توبہ قبول کرتا اور نہ ہی وہ احسان کرتا ہے - مع تفصیل - ص ۲۸۰ - ۲۸۲

عیسائی مذاہب کا خدا یسوع مریم کا بیٹا تھا - گرفتار ہوا - ساری رات رو رو کر دعا کرکے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا - پھر سولی پر کھینچا گیا - کہتے ہیں خدا ہو کر سولی پر مرا تا اس کی موت گنہگاروں کے لئے کفارہ ٹھہرے -

ہندوؤں کے خدا بشن نے دنیا کا گناہ دور کرنے کیلئے نو مرتبہ تولد کا داغ لیا - آٹھویں دفعہ کہتے ہیں ایک کنواری لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوا -

قرآن شریف نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ پہلے ہندوؤں سے یونانیوں نے ایسے خیالات لئے اور ان کے فضلہ خوار عیسائی بنے وغیرہ ص ۲۸۳ - ۲۹۲

اسلام کا خدا - اسلام کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے الست بربکم قالوا بلیٰ - یعنی ہر ذرّہ ذرّہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے - اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں کشش پائی جاتی ہے - یہ دلیل کہ ہر چیز کا خالق ازلی ابدی غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں - اسی طرح وہ ہر چیز کا قیوم بھی ہے - یعنی ہر ایک چیز کی بقا اسی کے ساتھ ہے - وہ رب العرش یعنی مالک الکونین ہے وغیرہ - ص ۲۹۶ - ۳۰۰

نیز دیکھو "عرش"

مرہم حواریین جس کا دوسرا نام مرہم عیسیٰ ہے -

ا - زخموں اور جراحتوں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے - ص ۳۰۱

ب - مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتا تھا مگر اس مرہم نے مسیح کو اچھا کیا - ص ۳۰۲

ج - یہ مرہم مع اس کے وجہ تسمیہ کے طب کی ہزارہا کتب میں موجود ہے - اس کے ذکر کرنے والے نہ صرف مسلمان بلکہ مجوسی - عیسائی بھی ہیں - سب متفق ہیں کہ مسیح کے زخموں کیلئے بنائی گئی اور ان

کتابوں کا باوجود امتداد زمانہ کے تلف نہ ہونا ۔
یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے فضل نے ہمیں مطلع کیا
قدرت خداوندی کا ایک عظیم الشان نشان ہے ص ۳۰۳
د ۔ ان کتابوں میں ڈاکٹر حنین کی کتاب بھی ہے جو
ایک بڑا عیسائی طبیب ہے ۔ اور ستر کتابوں کے
نام اور قرابادین قادری کا حوالہ جس میں اُسے
مرہم حواریین اور مرہم عیسیٰ کے علاوہ مرہم رسل
مرہم سلیخا یعنی بارہ اجزاء حواریین مسیح کی تعداد
پر لکھا ہے ۔ ص ۳۰۴

مسلمانوں کی تعداد

مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ نہیں بلکہ چورانوے
کروڑ ہے اور اس کی تفصیل ۔ حاشیہ و ص ۱۹۱

مسلمان اور سکھ

اسلامی بادشاہوں اور سکھوں کی باہمی نزاعیں
یا لڑائیاں دنیوی امور پر تھیں ۔ ہر ایک نیک دل اور
شریف آدمی کو چاہیئے کہ خود غرض بادشاہوں اور
راجوں کے قصوں کو درمیان میں لا کر خواہ انکے
بیجا کینوں میں جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ
حصہ نہ لے ۔ وہ ایک قوم تھی جو گذر گئی ہمیں چاہیئے
کہ اپنی کھیتی میں انکے کانٹے نہ بوئیں ۔ ص ۲۴۱

مسیح ناصریؑ

ا ۔ صلیب پر نہ مرنیکا ثبوت

(۱) مسیح نے اپنے جسم کے زخم شاگردوں کو دکھائے
یہ زخم صلیب پر سے زندہ اتارے جانے کی دلیل تھے
ورنہ جیسا کہ سادہ لوح عیسائی مرنے کے بعد
جلالی جسم کے ساتھ اس کا زندہ ہونا خیال
کرتے ہیں تو پھر اس پر زخم کیوں باقی رہے ۔ ص ۳۰۱
(۲) قرآن مجید میں ما قتلوہ وما صلبوہ مسیح کے صلیب
پر زخمی ہونیکے منافی نہیں کیونکہ مصلوبیت سے مراد
صلیب پر چڑھانیکی علت غائی یعنی قتل ہے جیسا
کہ آنحضرتؐ کے لئے وعدہ واللہ یعصمك
من الناس کا تھا ۔ لیکن زخم اور تکالیف وغیرہ
دشمنوں کی طرف سے آپ کو پہنچیں لیکن ان کا مقصود
قتل تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ۔
حاشیہ ص ۳۰۱
۳ ۔ مسیح نے اپنے اس قصہ کو یونس نبی کے مچھلی کے
پیٹ میں داخل ہونے سے مثابہت دی ہے ۔
اور ظاہر ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں مردہ نہیں تھے
ص ۳۰۲
۴ ۔ یہ اعلان کہ مسیح آسمان پر اٹھا لیا گیا ۔ یہودیوں
کو جستجو سے باز رکھنے کیلئے مشہور کر دیا گیا تھا ۔
ص ۳۰۲
۵ ۔ طبرانی کی حدیث کہ ۸۷ سال اس واقعہ کے بعد
اور زندہ رہے اور بہت سے ملکوں کی سیاحت
کرنیکی وجہ سے مسیح کہلائے ۔ ص ۳۰۲
۶ ۔ مسیح کے ملک یہود سے نکلنے میں اس طرف
اشارہ تھا کہ نبوت ان کے خاندان سے خارج
ہو گئی ۔ ص ۳۰۲
۷ ۔ ڈاکٹر برنیئر کی تحریر کہ کشمیر میں یہودیت کی
بہت سی علامات پائی جاتی ہیں ۔ اور ان میں سے
چند کا ذکر ۔ اور اس کا قبر موسیٰ کا ذکر کرنا
غلطی ہے ۔ اصل قبر عیسیٰ کی ہے ۔ کیونکہ

عیسیٰؑ ہی وہ نبی تھا جو کشمیر آیا - اور صاحب قبر کا نام یوز آسف یعنی یسوع غمگین مشہور ہے۔ موسیٰ تو حورب کی سرزمین کی وادی میں بیت فغفور کے بالمقابل دفن کئے گئے - حاشیہ ص ۳۰۶-۳۰۷

ب - قبر مسیح کے متعلق تناقض کا جواب

حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے کشمیر میں اب تک اُن کی قبر موجود ہے - ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں یہ لکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ در گور کا نمونہ تھا اور کشمیر میں قبر کے جائے وقوع کا ذکر - حاشیہ ص ۳۰۷

ج - حقیقت قبر در یروشلم - صحیح بخاری میں آنحضرت صلعم کا قول ہے اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد اور ظاہر ہے کہ نصاریٰ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی قبروں کی پرستش نہیں کرتے - ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے - اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ قبر عیسیٰ ہی کی ہے کیونکہ انبیاء جھوٹ کو واقعاتِ صحیحہ کے محل پر استعمال نہیں کرتے - پس یا تو کسی اور نبی کی قبر بتائیں جسے عیسائی پوجتے تھے اور یا یہ تسلیم کریں کہ واقعی مسیح صلیب سے اتارنے کے بعد شام والی قبر میں رکھے گئے تھے اور چھت پھاڑ کر اُن کے آسمان پر چلے جانے کا واقعہ صحیح نہیں - ص ۳۰۹ - ۳۱۰

د - وفات مسیح آیت انی متوفیک اور فلما توفیتنی سے ثابت ہے - توفیتنی کے معنے خود آنحضرتؐ نے بخاری کی حدیث میں کر دیئے ہیں - اور رفع الی اللہ کا ذکر ہے رفع الی السماء کا نہیں - خدا تعالیٰ کے نیک بندے وفات کے بعد اٹھائے جاتے ہیں - ص ۳۰۸

ھ - مسیحؑ کے مصلوب ہونے کی علّت غائی

دو امر ہو سکتے ہیں - اوّل تا اپنے ماننے والوں کو گناہ پر دلیر کرے - اور اپنے کفارے کے سہارے سے خوب زور شور سے فسق و فجور پھیلاوے - یہ تو شیطانی طریق ہے اور ایسے لوگوں کی مثال کیمیاگروں کی سی ہے - ص ۲۸۹ - ۲۹۱

دوم اس قابلِ رحم بیٹے کے مصلوب ہونے کی یہ علّت غائی قرار دی جائے کہ اُس کی سولی پر ایمان لانے والے ہر قسم کی بدکاری اور گناہ سے بچ جائیں - یہ صورت بھی کھلے طور پر باطل ثابت ہوتی ہے - اور اس پر تفصیلی بحث بائیبل کے حوالہ جات جن میں انبیاء اور بزرگوں کی طرف گناہ منسوب کئے گئے ہیں اور یسوع کی دادیوں اور نانیوں کا ذکر - اس سے ظاہر ہے کہ وہ اسکے کفارہ پر ایمان نہیں لائے تھے ص ۲۹۱-۲۹۶

منظوم کلام دیکھو زیر "نظم" و "شعر"

ن

نانک دیکھو "باوا نانک"

نبی جمع انبیاء

ا - نبی اور ولی - انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے رُوحانی باپ ہیں - اگر انبیاء نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی نہ ہو - ص ۱۹۰

ب - **نبی اور فلاسفر** - اگر خدا تعالیٰ کے پاک نبی دنیا میں نہ آئے ہوتے تو فلاسفر اور جاہل جہل میں برابر ہوتے دانا کو دانائی میں ترقی کرنیکا موقعہ صرف نبیوں کی پاک تعلیم نے دیا۔ ص ۱۹۰

نجات

۱ - کسی کی خودکشی پر بھروسہ کرکے خیال کرنا کہ ہم گناہ سے پاک ہوگئے گناہوں سے پاک ہونے کا طریق نہیں۔ اصل حقیقت نجات کی خداشناسی اور خداپرستی ہے۔ ص ۲۶۷

۲ - نجات وہی پائیگا جو بداعتقادی اور بدعملی کی آگ سے دُور رہیگا۔ درحقیقت ہر انسان کے اندر ہی دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے۔ دوزخ کا شعلہ فرو ہونے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ ص ۲۶۷

۳ - اسلام نجات کا وہی طریق بتاتا ہے جو ازل سے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے یعنی سچے اعتقاد اور پاک عملوں اور اُسکی رضا میں محو ہونے سے اُسکے قرب کے مکان کو تلاش کیا جائے۔ ص ۲۷۵

نظم

(ل) بزبان فارسی جسکا پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

جان فدائے آنکہ او جان آفرید ٭ دل نثار آں کہ زو شد دل پدید
اے برادر ہم تو سوئے رو بیا ٭ دل چہ بندی در جہان بے وفا

ب - بصورت مثنوی جس میں چولا باوا نانک اور اسکے حالات اور باوا نانک کی تحقیق مذاہب اور آخر اسلام قبول کرنے کا ذکر۔ جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج ٭ یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
نہ سمجھے تو آخر کو پچھتاؤ گے ٭ گورو کے سراپوں کا پھل پاؤ گے
ص ۱۶۱ - ۱۷۳

نیوگ

نیوگ کیا ہے اور کن حالات میں کروانا چاہیئے۔

حاشیہ ص ۱۱۹

و

ولی جمع اولیاء

اولیاء کے لئے انبیاء باپ کی طرح ہوتے ہیں۔ ص ۱۹۰

وید

ا - باوا نانک نے صاف طور پر گواہی دی کہ وید رُوحانی برکتوں سے خالی ہیں۔ جیسے کہا ؎

وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سادھ کی مہما وید نجانی ص ۱۲۳

ب - وہ دیکھ چکے تھے کہ ویدوں میں بجز آفتاب پرستی و عناصر پرستی اور ناپاک رسموں کے اور کچھ نہیں۔ ص ۱۲۳

ھ

ہجو

شریر ہجو کرنیوالوں کا یہ طریق ہے کہ ہجو سے پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔ حاشیہ ص ۱۲۵

ی

یسوع مسیح اور شیطان

شیطان کے یسوع کو آزمانے والے واقعہ سے مراد یہ ہے کہ دراصل اُسے مرگی کی بیماری تھی۔ مسیح موعودؑ کا اپنا خواب جس کے ساتھ شیطان خواب میں جاتا دیکھا اُسے مرگی کا دورہ پڑا۔ پس شیطان کی رفاقت کی تعبیر مرگی ہے اور اسکی تفصیل۔ حاشیہ ص ۲۹۴ - ۲۹۵

یورپین فلاسفر اور انجیل دیکھو زیر انجیل اور یورپین فلاسفر

یوز آسف یعنی یسوع آسف۔ یسوع غمگین۔ کیونکہ اپنے وطن سے غمگین نکلے تھے۔ اکثر عبرانی ناموں میں واقعات پر دلالت پائی جاتی ہے۔ جیسے حضرت یوسفؑ کیونکہ آپکی جدائی پر غم واندوہ کیا گیا۔ یا اسفا علی یوسف۔ حضرت مریم۔ جب عیسیٰؑ پیدا ہوئے اپنے اہل وعیال سے دُور تھیں اور مریم وطن سے دُور ہونے کو کہتے ہیں اور اس میں اشارہ تھا کہ اسکا لڑکا عیسیٰؑ قوم سے قطع کیا جائیگا۔ حاشیہ ص ۳۰۶ - ۳۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انڈکس "اسلامی اصول کی فلاسفی"

بصورت خلاصہ مضامین

(مرتبہ مولانا جلال الدین صاحب شمس)

ا

اللہ تعالیٰ

۱ - صفات - دیکھو "صفاتِ الٰہیہ"

۲ - اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل

(ا) قرآن شریف نے معرفت الٰہی کے دو طریق رکھے ہیں۔ ایک وہ طریق جس کی رُو سے انسانی عقل عقلی دلائل پیدا کرنے میں روشن ہو جاتی ہے اور دوسرا روحانی طریق ہے۔ صفحہ ۳۶۸

عقلی دلائل (پہلی دلیل) ربنا الذی اعطیٰ کلّ شیئٍ خلقہ ثمّ ھدیٰ۔ یعنی ہر چیز کے مناسب حال پیدائش بخشی۔ پھر اپنے کمالات مطلوبہ حاصل کرنے کیلئے راہیں دکھلادیں صفحہ ۳۶۹

(دوسری دلیل) انّ الیٰ ربّک المنتھیٰ۔ یعنی تمام موجودات علل و معلول کے سلسلہ سے مربوط ہے جو غیر محدود نہیں ہو سکتا اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ پر ختم ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۳۶۹

(تیسری دلیل) لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر الآیۃ یعنی اپنی حدود مقررہ سے کوئی باہر نہیں جاتا۔ نہ آپس میں ٹکراتے ہیں۔ یہ مدبّر ہستی پر دلیل ہے۔ صفحہ ۳۷۰

(چوتھی دلیل) کلّ من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام۔ یعنی سب چیزوں کے معدوم ہونے پر عقل اور کانشنس ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تمام نیستی کے بعد ایک چیز باقی رہ جائے اور وہی خدا ہے جو تمام فانی صورتوں کو ظہور میں لایا اور خود فنا کی دستبرد سے محفوظ رہا۔ صفحہ ۳۷۰ - ۳۷۱

(پانچویں دلیل) الست بربّکم قالوا بلیٰ۔ یعنی کوئی رُوح از روئے فطرت خدا تعالیٰ کا انکار نہیں کر سکتی۔ ہر فطرت ہر حادث کے واسطے ایک محدث مانتی ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ انکار وجود باری صرف سفلی زندگی تک ہے ورنہ اصل فطرت میں اقرار بھرا ہوا ہے۔ صفحہ ۳۷۱

۳ - خدا شناسی کے بارہ میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ اُس کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا تعالیٰ کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے مع آیات قرآنیہ۔ صفحہ ۳۷۹

۴ - اللہ تعالیٰ سے محبت کا نتیجہ دیکھو "محبت الٰہی"

۵ - اللہ کا فعل بندے کے فعل کے مقابلہ میں

انسان کے فعل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ایک فعل صادر ہوتا ہے۔ جو امور خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ہمارے کاموں کے لئے بطور ایک نتیجۂ لازمی کے مقرر ہو چکے ہیں وہ بوجہ خدا تعالیٰ کے علۃ العلل ہونے کے سب اس کے فعل ہیں۔ جیسے آیت فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وغیرہ۔

ص ۳۸۸ - ۳۹۰

۶ - اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں مختلف اشیاء کی قسم کھانے میں حکمت۔ دیکھو "قسم"

آخرت

آخرت سے متعلق قرآن کی بیان کردہ تین قسمیں یا معاد

دیکھو زیر "عالم معاد"

اخلاق

دیکھو زیر "خلق"

استغفار

مغفرت کے اصل معنے ناتمام اور ناقص حالت کو نیچے دبانا اور ڈھانکنا ہے۔ یہی خواہش استغفار فطرِ انسان ہے۔ جو شخص ہمیشہ کے لئے استغفار کرنا عادت نہیں بناتا وہ کیڑا ہے نہ انسان۔ وہ اندھا ہے نہ سوجاکھا

ص ۳۱۳

استقامت

کامل استقامت سے روحانی عالم تک پہنچانیوالا سچا اور کامل فیض ملتا ہے۔ اور کامل استقامت ایسی حالت صدق و صفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ اور اسی سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للہ میں استقامت بتائی کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھدو۔ اور ہم اسوقت یہ درجہ استقامت حاصل کرینگے جب ہمارے وجود کے تمام ذرے اور قوتیں اسی کے کام میں لگ جائیں اور ہماری زندگی اور موت اسی کے لئے ہو جائے۔ اور متعلقہ آیات قرآنیہ۔ ص ۳۸۲ - ۳۸۴

اسلام

ا - اسلام کے معنے ہیں بکلی خدا کے لئے ہو جانا اور اپنا کچھ باقی نہ رکھنا۔ مع آیات قرآنیہ۔ ص ۳۲۴

نیز دیکھو ص ۳۹۴

ب - اسلام کا مغز اسلام اور دعا فاتحہ ہیں اور اسلام کی تعریف ص ۳۹۴

اسلامی اصول کی فلاسفی

یہ لیکچر ان پانچ سوالوں کا جواب ہے جو جلسہ مہوتسو (جلسۂ اعظم مذاہب لاہور) کی کمیٹی نے پہلے سے مشتہر کر دیئے تھے۔ اس میں تمام جوابات قرآن شریف سے دیئے گئے ہیں۔ اور اس اصول کی طرف مقرر نے آغاز لیکچر میں توجہ دلائی ہے کہ ہر شخص کو اپنی مسلّمہ ربانی کتاب کے حوالہ سے ہر بات کرنی چاہیئے۔ اور اپنی وکالت کے اختیارات ایسے وسیع نہ کرے گویا وہ ایک نئی کتاب بنا رہا ہے اور اس سے دوسری کتابوں سے موازنہ کرنے میں بھی آسانی رہے گی۔

ص ۳۱۵

اعمال

ل - اعمال کا اثر دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ انسان وحشیانہ حالت سے با اخلاق اور با اخلاق سے با خدا انسان بن جاتا ہے - اور بنی نوع کے حقوق درجہ بدرجہ پہچانتا اور سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر لیتا ہے - یعنی خدا میں محو اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے -

ب - اور آخرت میں یہ ہوگا - کہ خدا کا روحانی اتصال کھلے کھلے دیدار کے طور پر اس کو نظر آئیگا اور اس کا ایمان اور اعمال صالحہ بہشت کے درختوں اور نہروں کی طرح متمثل ہو کر دکھائی دینگے - سورۃ الشمس کی نہایت لطیف تفسیر - ص ۴۲۳-۴۲۵

ج عمل شریعت کا پھل آئندہ زندگی میں حیات جاودانی ہے جو خدا کے دیدار کی غذا سے ہمیشہ قائم رہے گی - ص ۴۲۵

افلاطون

چونکہ الہام کی روشنی سے بے نصیب تھا اس لئے اس نے بت پر مرغ کی قربانی کی - ص ۴۲۷

الہام

۱ - الہام الٰہی یا اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا اب بھی جاری ہے - اور ڈھونڈنے والوں کو وہ اب بھی الہامی چشمہ سے مالا مال کرنے کو تیار ہے - اور کوٹھڑی میں بند شخص کی مثال - اگر اندر سے آواز نہ آئے تو سمجھا جائیگا کہ اندر کوئی نہیں یا اگر تھا تو وہ مر گیا ہے - ص ۳۶۶-۳۶۷

۲ - ضرورت الہام :- جب اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے - پھر دعا سے ہم از سر نو زندہ ہوتے ہیں - اور دوسری زندگی کیلئے الہام ہونا ضروری ہے - اور اس مرتبہ کا نام لقائے الٰہی ہے - اور اسی سے فنا کا مقام حاصل ہوتا ہے - حدیث اور متعلقہ آیات قرآنیہ ص ۳۹۴-۳۹۹

نیز دیکھو "لقائے الٰہی"

۳ - الہام کا فائدہ

ل - الہام الٰہی پانے والے تمام عقلمندوں کو جانکاہی سے آرام دیتے ہیں - ایسا ہی خدا کی وحی انسانی عقل کی پردہ پوشی کرتی ہے - افلاطون کی طرح کسی اسلامی فلاسفر نے کسی بت پر مرغ کی قربانی نہ کی - چونکہ افلاطون الہام کی روشنی سے بے نصیب تھا اس لئے دھوکا کھا گیا - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نے اسلامی حکماء کو ایسے ناپاک کاموں سے بچا لیا - ص ۴۲۷-۴۲۸

نیز دیکھو "وحی"

ب - کامل معرفت کے حصول کیلئے بلا واسطہ الہام ضروری ہے

ج - تمام فلاسفروں کی خود تراشیدہ کتب خدا تعالےٰ کے انا الموجود کہنے کے مقابلہ میں ہیچ ہیں -

د - اگر خدا تعالےٰ نے حق کے طالبوں کو کامل معرفت دینے کا ارادہ فرمایا ہے تو اس نے اپنے مکالمہ مخاطبہ کا طریق کھلا رکھا ہے - مع آیات قرآنیہ - ص ۴۳۶-۴۳۷

ھ - کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے

انسان

(ج) طبعی حالتیں جب تک اخلاقی رنگ میں نہ آئیں کسی طرح انسان کو قابلِ تعریف نہیں بناتیں کیونکہ دوسرے حیوانات بھی ان میں انسان کے شریک ہیں اور نہ مجرد اخلاق کا حاصل کرنا انسان کو روحانی زندگی بخشتا ہے۔ کیونکہ منکرِ خدا بھی اچھے اخلاق دکھا سکتا ہے۔ ص ۳۲۶

(د) تدریجی ترقی۔ قرآن شریف نے انسان کو آہستہ آہستہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت تک پہنچانا چاہا ہے۔ خدا نے یہی چاہا ہے کہ اوّل کھانے پینے۔ بات چیت اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھلا کر وحشیانہ طریق سے نجات دلائے اور حیوانات کی مشابہت سے تمیز کلّی بخشے۔ دوسرے طبعی عادات کو اعتدال پر لاوے تا وہ اخلاق فاضلہ کے رنگ میں آجائیں۔ تیسرا مرحلہ ترقیات کا یہ رکھا ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے۔ اور سب وجود اس کا خدا کے لئے ہو جائے۔ اور متعلقہ آیات قرآنیہ۔ ص ۳۲۴-۳۲۵

۲۔ اخلاقی حالتیں۔ تمام نیچرل قویٰ اور جسمانی خواہشیں اور تقاضے طبعی حالتیں ہیں۔ اور یہی طبعی حالات بالارادہ ترتیب و تعدیل اور موقعہ بینی اور محل پر استعمال کرنے کے بعد اخلاق کا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔ ص ۳۲۵
نیز دیکھو زیر "خلق"

۳۔ روحانی حالتیں۔ اخلاقی حالتیں پورے فنا فی اللہ اور تزکیہ نفس اور پورے انقطاع الی اللہ اور پوری محبت اور محویت اور پوری موافقت باللہ سے روحانیت کا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔
ص ۳۲۶ نیز دیکھو "روحانی حالتیں"

انسانی اصلاح کے تین طریق

اوّل بے تمیز وحشیوں کو ادنیٰ خلق یعنی ابتدائی تمدنی امور پر قائم کیا جائے۔ یہ طبعی حالتوں کی اصلاح میں سے ادنیٰ درجہ کی اصلاح ہے

دوسرا طریق۔ جب کوئی ظاہری آداب انسانیت حاصل کرے تو اُسے بڑے بڑے اخلاق انسانیت سکھائے جائیں۔ اور انسانی قویٰ کو محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی تعلیم دی جائے۔

تیسرا طریق اخلاق فاضلہ سے متصف شخص کو زاہدوں کو شربت محبت اور وصل کا مزا چکھایا جائے۔

یہ تین اصلاحیں قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں۔
ص ۳۲۷-۳۲۸ نیز دیکھو "قرآن" و "روحانی حالتیں"

انسانی زندگی کا اصل مدعا

ا۔ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس کی معرفت اور اس کے لئے ہو جانا ہے جو دوسرے لفظوں میں اسلام ہے۔ اور اس کے بغیر انسان کسی چیز میں سچی خوشحالی نہیں پاتا۔ اور اس کا مدعا اُس کا خالق ہی مقرر کر سکتا ہے۔ اس سے متعلق آیات قرآنیہ۔ ص ۴۱۴-۴۱۵

ب۔ کسی چیز کی پیدائش کی علت غائی دیکھی جا سکتی ہے،

ب - جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اُس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ آیت فلا تعلم نفس ما اخفی لھم کی تشریح۔ حدیث نبوی ؐ ما لا عین رأت الحدیث میں درحقیقت وہ تمام نعمتیں رُوحانی غذائیں ہیں جنکا نقشہ جسمانی رنگ میں ظاہر کیا گیا۔ مگر ان کا سرچشمہ رُوح اور راستی ہے۔ صـ ۲۹۸

ج - بہشت اور دوزخ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں جو دوسری جگہ سے آوے۔ صـ ۴۱۳

د - بہشت کی نعمتوں سے متعلق ایک شبہ کا جواب کہ اگر واُتوا بہٖ متشابھا کی رُو سے عارف کو رُوحانی طور پر یہ غذا دنیا میں مل چکی تھی تو پھر ما لا عین رأت کیسے صادق آسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عارف کو معرفت کے رنگ میں جو ملتا ہے وہ درحقیقت دوسرے جہان کی نعمت ہوتی ہے۔ اس دنیا سے اُس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ آسمانی نعمت عارف کو دی جاتی ہے اس لئے کہ وہ خود بھی آسمانی ہوتا ہے۔ صـ ۳۹۹ -- ۴۰۰

پ

پردہ

خدا کی کتاب میں پردہ سے مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد و عورت کی بھلائی ہے
صـ ۳۴۴

ت

تفسیر آیات قرآنیہ

۱ - فلا اقسم بالنفس اللوّامة - نفس لوّامہ کی قسم کھانا اُس کو عزت دینے کے لئے ہے۔ گویا وہ نفس امّارہ سے ترقی کرکے جناب الٰہی میں عزت پانے کے لائق ہو گیا۔ صـ ۳۱۷

۲ - قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا
یعنی جس نے ارضی جذبات سے اپنے نفس کو پاک کیا۔ وہ بچ گیا۔ وہ نہیں ہلاک ہو گا۔ مگر جس نے ارضی جذبات میں اپنے تئیں چھپا دیا وہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ صـ ۳۱۹

۳ - کلوا واشربوا ولا تسرفوا - یعنی گوشت بھی کھاؤ اور دوسری چیزیں بھی مگر کسی چیز کی حد سے کثرت نہ کرو۔ تا اس کا اخلاقی حالت پر بد اثر نہ پڑے۔ صـ ۳۲۰

۴ - فاذا سوّیتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین کی لطیف تفسیر کہ اس آیت میں اعمال کے پورا قالب تیار ہو جانے پر اس میں رُوح کے چمک اُٹھنے اور الٰہی روشنی کے بھڑک اُٹھنے اور بجز ابلیس کے ہر ایک کے اُس نور کو دیکھ کر سجدہ کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ صـ ۳۲۲

۵ - بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن الآیۃ
یعنی نجات یافتہ وہ شخص ہے جو اپنے وجود کو خدا کے لئے اور خدا کی راہ میں قربانی کی طرح رکھ دے اور نہ صرف نیت سے بلکہ نیک کاموں سے اپنے صدق کو دکھلا دے۔ صـ ۳۲۵

۶ - ظهرالفساد فی البر والبحر - یعنی اہل کتاب اور دوسرے لوگ جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بگڑ گئے۔ ص ۳۲۸

۷ - آیت یغضوامن ابصارھم ویحفظوا فروجھم — الی — توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون کی نہایت لطیف تفسیر۔ ص ۳۴۱ - ۳۴۲

۸ - ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا - یعنی زنا کی راہ بہت بُری راہ ہے جو منزل مقصود سے روکتی اور تمہاری آخری منزل کے لئے سخت خطرناک ہے۔ ص ۳۴۲

۹ - رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم یعنی اگر خدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس پر عمل کرنے کے مجاز ہوتے - اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہو کر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو جاتا۔ ص ۳۴۲

۱۰ - قولوا لھم قولا معروفا - یعنی ایسی باتیں جن سے ان کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے اُن کے مناسب حال تربیت ہو جائے۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے سکھاؤ اگر کوئی اور پیشہ رکھتے ہوں تو اُس پیشہ کے مناسب حال ان کو پختہ کردو۔ ص ۳۴۶

۱۱ - وابتلوا الیتمٰی حتّٰی اذا بلغوا النکاح یعنی ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی لیتے جاؤ - پھر جب نکاح کے لائق ہو جائیں یعنی عمر قریباً اٹھارہ برس تک پہنچ جائے اور تم دیکھو کہ ان میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہو گئی ہے تو اُن کا مال ان کے حوالے کردو۔ ص ۳۴۶

۱۲ - ولا تعثوا فی الارض مفسدین - یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں۔ ص ۳۴۷

۱۳ - ولا تتبدّلوا الخبیث بالطیب - یعنی جس طرح دوسروں کا مال دبا لینا ناجائز ہے اسی طرح خراب چیزیں بیچنا۔ اچھی کے عوض میں بُری دینا بھی ناجائز ہیں۔ ص ۳۴۸

۱۴ - واذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً - یعنی ایسی حرکت جو بہ نیت ایذا ہو مگر اس سے کچھ نقصان نہ پہنچے ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی کرنا - اور بزرگانہ سیرت عمل میں لانا صلحکاری ہے - اور نقصان پہنچے تو صلحکاری کے خلق سے اس کو کچھ تعلق نہیں اور ایسے گناہ کو بخشنا عفو کہلاتا ہے ص ۳۴۹

۱۵ - ان اللہ یأمرکم بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربٰی کی لطیف تفسیر - اگر آیت میں مذکورہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہونگی تو پھر یہ بدیاں ہو جائینگی - بجائے عدل فحشاء اور بجائے احسان منکر اور بجائے ایتاء ذی القربٰی کے بغی اور ان کی تفصیل۔ ص ۳۵۳ - ۳۵۴

نیز دیکھو "بغی"

۱۶ - کان مزاجھا کافوراً - یعنی دنیا کی سوزشیں اور

حسرتیں اور ناپاک خواہشیں اُن کے دل سے دُور کر دی جائیں گی۔ کافور کفر سے مشتق۔ دبانے اور ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اُن کے ناجائز جذبات دبلئے جائیں گے اور پاک باطن ہوجائیں گے اور معرفت کی خُنکی اُن کو پہنچے گی۔ ص ۳۵۶

۱۷ - وفی اموالھم حقّ للسائل والمحروم بے زبان سے مراد کتے بلّیاں چڑیاں بیل گدھے بکریاں اور دوسری چیزیں ہیں۔ ص ۳۵۷

۱۸ - الذین ینفقون فی السّرّآء والضّرّآء - یعنی تکلیفوں اور کم آمدنی کی حالت اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے تنگ دل نہیں ہوجاتے ص ۳۵۷

۱۹ - سرًّا و علانیۃ - پوشیدہ اس لئے کہ تا ریاکاری سے بچیں اور ظاہر اس لئے کہ تا دوسروں کو ترغیب دیں۔ ص ۳۵۷

۲۰ - والمؤلّفۃ قلوبھم - یعنی کسی کو بدی سے بچانے کے لئے بھی اس مال میں سے دے سکتے ہیں۔ ص ۳۵۸

۲۱ - ولا تبذّر تبذیرًا - فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ - یعنی شادیوں میں اور طرح طرح کی عیاشی کی جگہوں میں - اور لڑکا پیدا ہونے کی رسوم میں جو اسراف سے مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ۔ ص ۳۵۸

۲۲ - واجتنبوا قول الزور - یعنی جھوٹ بھی ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے - سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ ص ۳۶۱

۲۳ - والثمرٰت وبشّر الصابرین - یعنی کبھی اپنی محنتوں میں ناکام رہو گے اور حسب المراد کوشش کے نتیجے نہیں نکلیں گے اور کبھی تمہاری پیاری اولاد مرے گی۔ ص ۳۶۲ و ص ۴۴۵

۲۴ - انّہ صرح ممرّد من قواریر کی لطیف تفسیر - دنیا کی ایک شیش محل سے تشبیہ - اور اس کے نیچے پانی - اور شیشے پر پانی کے عکس کو پانی سمجھ کر غلطی کھانا - اور مخلوق پرستوں کا آفتاب ماہتاب وغیرہ اجرام کو جو شیشوں کی طرح ہیں غلطی سے پرستش کرنا وغیرہ - ص ۳۶۴-۳۶۵

۲۵ - رضیت لکم الاسلام دینا - یعنی دین کا انتہائی مرتبہ اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے - یعنی محض خدا کے لئے ہوجانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا - اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا - اس نقطہ پر تمام کمالات ختم ہوتے ہیں۔ ص ۳۶۸

۲۶ - ان الذین تدعون من دون اللّٰہ لن یخلقوا ذبابًا الآیۃ کی لطیف تشریح باطل معبودوں کی کمزوری کا اظہار - ص ۳۷۴

۲۷ - یسبّح لہ ما فی السمٰوٰت والارض میں اشارہ ہے کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کے پابند ہیں - ص ۳۷۵

۲۸ - غیر المغضوب علیھم ولا الضالّین یعنی جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کرکے

قویٰ سبعیہ کی اور ضالین جو قویٰ بہیمیہ کی
پیروی کرتے ہیں - درمیانی طریق انعمت علیہم
کا ہے - ص ۳۷۷

۲۹ - وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطًا - یعنی تم کو وسط پر
عمل کرنے والے بنایا اور وسط کی تعلیم تمہیں دی - ص ۳۷۷

۳۰ - ایاک نعبد - "ہم" کے لفظ میں اس طرف اشارہ
ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں
اور تیرے آستانہ پر جھکے ہوئے ہیں - کیونکہ انسان
باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے جماعت ہے - اور
اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا وہ حالت
ہے جس کو اسلام کہتے ہیں - ص ۳۸۱

۳۱ - یاَیتہا النفس المطمئنۃ الآیۃ کی نہایت
لطیف تفسیر جس میں انسان کی اعلیٰ درجہ کی
روحانی حالت اور مرتبہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے
ص ۳۷۸ - ۳۷۹

۳۲ - کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ
اس میں اشارہ ہے کہ انسان کو سچی طہارت
اور پاکیزگی جبتک آسمانی مدد اس کے شامل حال
نہ ہو کبھی نہیں مل سکتی - ص ۳۸۰

۳۳ - اھدنا الصراط المستقیم میں استقامت
سے مراد - دیکھو "استقامت"

۳۴ - ینظرون الیک وھم لا یبصرون - یعنی منکر
تیری طرف دیکھتے تو ہیں پر تو انہیں نظر نہیں آتا -
ص ۳۸۴

۳۵ - من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کی
کی لطیف تفسیر - ص ۳۸۵

۳۶ - سلاسل واغلالا وسعیرا - یعنی کافر دنیا کی
گرفتاریوں میں ایسے مبتلا ہیں گویا پا بزنجیر ہیں اور
زمینی کاموں میں ایسے نگونسار گویا ان کی گردن میں
ایک طوق ہے اور ان کے دلوں میں حرص و ہوا کی
ایک سوزش لگی ہوئی ہے اور اسکی تفصیل ص ۳۸۸ - ۳۸۹

۳۷ - من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ
(ا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک بندوں کو
خدا کا دیدار اسی جہان میں ہو جاتا ہے گویا کہ بہشتی
زندگی کی بنیاد اسی جہان سے پڑتی ہے اور جہنمی
نابینائی کی جڑھ بھی - ص ۳۸۹ - ۳۹۰
(ب) اس جہان کی روحانی نابینائی اُس جہان میں جسمانی
طور پر مشہود اور محسوس ہو گی - ص ۴۰۹

۳۸ - بشر الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت انّ
لھم جنات تجری من تحتہا الانہار الآیۃ
(ا) یعنی جو رشتہ باغ کا نہروں کے ساتھ ہے -
وہی رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہے - اسلامی
بہشت درحقیقت اس دنیا کے ایمان اور عمل کا
ایک ظل ہے - دیکھو زیر "بہشت" و ص ۳۹۰
(ب) درخت ایمان اور نہریں اعمال صالحہ ہیں اور
اس بہشت کا وہ آئندہ بھی پھل کھائیں گے
جو زیادہ نمایاں اور شیریں ہو گا - چونکہ روحانی
طور پر اسی پھل کو دنیا میں کھا چکے ہونگے اس
لئے اس پھل کو پہچان لیں گے - واُتوا بہ
متشابہا - اور اس پھل کو اپنی خوراک یعنی
خدا تعالیٰ کی محبت کے مزا سے مشابہ پائیں گے
اور اس کی تفصیل - ص ۳۹۸ - ۳۹۹

۳۹ - ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ الآیۃ
اس آیت میں ایمانی کلمہ کو ہمیشہ پھلدار درخت سے

تشبیہ دیکر اس کی تین علامتیں بیان فرمائیں۔
اوّل:- اُس کی جڑھ انسانی فطرت اور انسانی کانشنس کے خلاف نہ ہو۔

دوسری علامت:- کہ اس کی شاخیں آسمان میں ہوں یعنی معقولیت اپنے ساتھ رکھتا ہو اور آسمانی قانونِ قدرت کے جو خدا تعالیٰ کا فعل ہو مطابق ہو۔ اور دلائل ایسے اعلیٰ کہ گویا آسمان میں ہیں جن تک اعتراض کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔

تیسری علامت:- کہ پھل جو کھانے کے لائق ہے دائمی اور غیر منقطع ہو۔ یعنی اس کی برکات و تاثیرات ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مشہود اور محسوس ہوتی ہوں۔ ص ۳۹۱

۴۰۔ مثل کلمۃٍ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت الآیۃ۔ زمین سے اکھڑا ہوا ہو یعنی فطرت انسانی اُسے قبول نہ کرے اور کسی طور سے وہ قرار نہیں پکڑتا۔ نہ دلائل عقلیہ کی رُو سے اور نہ قانون قدرت اور کانشنس کی رُو سے۔ ص ۳۹۱ - ۳۹۲

۴۱۔ انّھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم یعنی تکبر اور خود بینی سے پیدا ہوتا ہے جو دوزخ کی جڑھ ہے۔ ص ۳۹۲

۴۲۔ ذق انّک انت العزیز الکریم۔ یہ کلمہ نہایت غضب کا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ اگر تو تکبر نہ کرتا اور اپنی بزرگی اور عزت کا پاس کرکے حق سے مُنہ نہ پھیرتا تو آج یہ تلخیاں تجھے اٹھانی نہ پڑتیں۔ ص ۳۹۲

۴۳۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطّلع علی الافئدۃ

یعنی اس آگ کی اصل جڑھ وہ غم اور حسرتیں اور دردیں جو دل کو پکڑتے ہیں۔ ص ۳۹۳

۴۴۔ وقودھا النّاس والحجارۃ۔ یعنی وہ انسان جو حقیقی خدا کو چھوڑ کر اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور دوسرا ایندھن جہنم کا بُت ہیں۔ اگر ان چیزوں کو وجود نہ ہوتا تو جہنم بھی نہ ہوتا۔ ص ۳۹۳

۴۵۔ وکلّ انسان الزمنٰہ طٰئرہٗ فی عنقہٖ الآیۃ

طائر یعنی پرندہ سے استعارۃً عمل مراد ہے۔ ہر عمل نیک ہو یا بد بعد وقوع پرندہ کی طرح پرواز کرجاتا ہے۔ اُسکی مشقت یا لذّت کالعدم ہو جاتی ہے اور دل پر اس کی کثافت یا لطافت باقی رہ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا فعل اُس گناہ یا اس نیکی کو بذریعہ نقوش کے جو اسکے اعضاء پر لکھے جاتے ہیں ضائع نہیں ہونے دیتا اور دوسری زندگی میں یہی پوشیدہ اعمالنامہ ظاہر ہوجائیگا۔ ص ۴۰۱

۴۶۔ الھٰکم التکاثر۔ یعنی دنیا کی کثرت حرص و ہوا نے تمہیں آخرت کی تلاش سے روک رکھا یہانتک کہ تم قبروں میں جا پڑے۔ پھر برزخ کے عالم میں یقین کی آنکھوں سے اور حشر اجساد سے پورے مؤاخذہ میں آجاؤ گے۔ ص ۴۰۲

۴۷۔ خذوہ فغلّوہ ثم الجحیم صلّوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعًا فاسلکوہ

یعنی دنیا کا روحانی عذاب عالم معاد میں جسمانی طور پر نمودار ہوگا۔ چنانچہ طوق گردن جس نے انسان کے سر کو زمین کی طرف جھکا رکھا تھا

اسی طرح دنیا کی گرفتاریوں کی زنجیر اور دنیا کی خواہشوں کی آگ عالم ثانی میں ظاہری طور پر نظر آئیگی ص۴۰۹

سبعون ذراعًا یعنی اپنی عمدہ زندگی ستر برس جو دنیا کی گرفتاریوں میں گذارے تھے عالم معاد میں ستر گز کی زنجیر میں متمثل ہو جائیں گے ص۴۱۰

۴۸ - انطلقوا الی ظلّ ذی ثلٰث شعب - تین شاخوں سے مراد قوت سبعی اور بہیمی اور وہمی ہے - ص۴۱۰

۴۹ - انہار من ماء غیر اسن وانہار من لبن الآیۃ - یعنی وہ زندگی کا پانی جو عارف دنیا میں روحانی طور پر پیتا تھا اور وہ روحانی دودھ جس سے روحانی طور پر پرورش پاتا - اور وہ خدا کی شراب محبت جس سے وہ دنیا میں روحانی طور پر مست رہتا تھا اور وہ حلاوت ایمان کا شہد جو روحانی طور پر عارف کے مونہہ میں جاتا تھا - بہشت میں محسوس اور نمایاں طور پر نہروں کی شکل میں دکھائی دیں گے - ص۴۱۱ - ۴۱۲

۵۰ - سورۃ والشمس وضحٰہا کی نہایت لطیف تفسیر - ص۴۲۲ - ۴۲۵

۵۱ - ونفس وما سوّٰیہا - یعنی وہ کمالات جو متفرق طور پر آسمان و زمین میں پائے جاتے ہیں کامل انسان کا نفس ان سب کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے - جیسے یہ تمام چیزیں علیحدہ علیحدہ انسان کی خادم ہیں کامل انسان ان تمام خدمات کو اکیلا بجا لاتا ہے - ص۴۲۴

۵۲ - ناقۃ اللہ وسقیاہا یعنی انسان کا نفس خدا کی اونٹنی ہے جس پر وہ سوار ہوتا ہے انسان کا دل تجلیات الٰہیہ کی جگہ ہے اور اس اونٹنی کا پانی خدا کی محبت اور معرفت ہے جس سے وہ جیتی ہے اور جو نفس کو زخمی کرتا اور اس کو کمال تک پہنچانا نہیں چاہتا اور پانی پینے سے روکتا ہے وہ بھی ہلاک ہوگا - ص۴۲۵

۵۳ - لو کنّا نسمع او نعقل - یعنی اگر ہم عقلمند ہوتے اور مذہب اور عقیدہ کو معقول طریقوں سے آزماتے یا کامل عقلمندوں اور محققوں کی تحریروں اور تقریروں کو توجہ سے سنتے - ص۴۳۲

۵۴ - لا یکلّف اللہ نفسا الّا وسعہا - یعنی اللہ تعالیٰ انسانی نفوس کو ان کی وسعت علمی سے زیادہ کسی بات کو قبول کرنے کے لئے تکلیف نہیں دیتا اور وہی عقیدے پیش کرتا ہے جنکا سمجھنا انسان کی حدّ استعداد میں داخل ہو ص۴۳۲

۵۵ - ھٰذا ذکر مبارک یعنی جو کچھ انسان کی فطرت اور صحیفۂ قدرت میں بھرا پڑا ہے اسکو یاد دلاتا ہے - ص۴۳۳

۵۶ - لا اکراہ فی الدّین - یعنی ہر ایک بات کیلئے دلائل پیش کرتا ہے - ص۴۳۳

۵۷ شفاء لما فی الصدور - یعنی قرآن میں دلوں کو روشن کرنے کے لئے ایک روحانی خاصیت بھی ہے جس سے تمام بیماریوں کو دور کرتا ہے اس لئے اُسے منقولی کتاب نہیں کہہ سکتے - ص۴۳۳

۵۸ - انّ فی خلق السمٰوٰت ..... الی .... فقنا عذاب النار - یعنی جب وہ صاحب عقول

خداؒ دیکھو "اللہ"

خلق جمع اخلاق

۱ - طبعی حالات اُسوقت اخلاقی بنتے ہیں جب وہ عقل اور معرفت کے مشورہ سے محل اور موقع اور سوزح اور وقت شناسی کے لحاظ سے بالارادہ استعمال ہوں۔ ص ۳۳۰ - ۳۳۳

۲ - خُلق اور خَلق میں فرق - خَلق ظاہری پیدائش کا اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ چونکہ باطنی پیدائش اخلاق ہی سے کمال کو پہنچتی ہے نہ صرف طبعی جذبات۔ اس لئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے نہ طبعی جذبات پر۔ اور بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی تمام کیفیتوں کا نام خُلق ہے اور اس کی مثالیں۔ ص ۳۳۲ - ۳۳۳

۳ - انسان کی اخلاقی حالتیں

(الف) اخلاق کی دو قسمیں - اوّل وہ اخلاق جن کے ذریعے انسان ترکِ شر پر قادر ہوتا ہے دوسرے جن کے ذریعے ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے - اور ان کی تفصیل۔ ص ۳۳۹ - ۳۴۰

(ب) اخلاق متعلق ترکِ شر - چار ناموں سے موسوم ہیں :-

اوّل - احصان یا عفت یا پاکدامنی ہے

(الف) اس سے مراد خاص وہ پاکدامنی ہے جو مرد اور عورت کی قوت تناسل سے علاقہ رکھتی ہے اور یہ خُلق اسوقت کہلائیگی جب انسان بدنظری اور بدکاری کی قوت واستعداد کے باوجود اپنے آپ کو بچائیگا - اس سے متعلق مردوں اور عورتوں کو نصیحت قرآنی آیات میں مع تشریح۔ ص ۳۴۰ - ۳۴۲

(ب) اس خلق کے حصول کے لئے قرآن مجید کے بیان کردہ پانچ علاج (۱) اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا (۲) کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا (۳) نامحرموں کے قصے نہ سُننا (۴) ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونیکا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا - (۵) اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ - یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم صرف اسلام نے دی ہے - یہ نہیں فرمایا کہ پاک نظر سے دیکھ لیں یا سُن لیں بلکہ کسی صورت میں بھی ایسا نہ کریں ورنہ کسی وقت ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ ص ۳۴۳ - ۳۴۴

دوم - خُلق امانت ودیانت ہے یعنی دوسرے کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کرکے اس کو ایذا پہنچانے پر راضی نہ ہونا - بچہ بھی اپنی ماں کے علاوہ دوسری عورت کے دودھ سے طبعًا بیزار ہوتا ہے - یہ طبعی حالت اس وقت خلق ہوگی جب محل پر استعمال ہوگی اور اسکے متعلق آیات قرآنیہ۔ ص ۳۴۴ - ۳۴۸

سوم ھدنہ اور ھون ہے - یعنی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا - اور بے شر انسان ہونا اور صلحکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا - اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچہ میں ہوتی ہے جس کی تعدیل سے یہ خلق بنتا ہے اس کا نام الفت یعنی خوگرفتگی ہے اس سے

متعلقہ آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۴۸ - ۳۴۹

چہارم ۔ رفق اور قول حسن ہے ۔ یہ خلق جس حالت طبعی سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام طلاقت یعنی کشادہ روئی ہے ۔ طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خُلق ہے ۔ جو اس قوت کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے ۔ مع آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۵۰

(ج) ایصالِ خیر کے اقسام ۔

پہلا خُلق عفو ہے یعنی مجرم جس نے ضرر پہنچائی اُسے مناسب ہو تو بخش دینا اور عفو اس وقت خلق ہو گا جب ہم اس کو موقع اور محل پر استعمال کرینگے ورنہ ایک طبعی قوت ہو گی ۔ مع آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۵۱ - ۳۵۲

دوسرا خلق ایصالِ خیر کا عدل تیسرا احسان چوتھا ایتاءِ ذی القربٰی ۔ آیت ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان الآیۃ اور اس کی لطیف تفسیر اور احسان سے متعلقہ دوسری آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۵۳ - ۳۵۸

شجاعت ۔ اس کے مشابہ طبعی حالت بچوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ پہلے بچہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا ۔ لیکن حقیقی شجاعت وہ ہے جو محل اور موقعہ کے ساتھ خاص ہے اور اخلاق فاضلہ میں سے ایک خلق ہے اور اس کی جڑھ صبر اور ثابت قدمی ہے

معہ آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۵۸ - ۳۶۰

سچائی ۔ منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کا خاصہ ہے سچائی ہے ۔ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راستگوئی سے روک دیتے ہیں تب تک وہ حقیقی راست گو نہیں ٹھہر سکتا ۔ سچ بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو مع آیات قرآنیہ ۔ صفحہ ۳۶۰ - ۳۶۱

صبر ۔ یہ بھی انسان کی طبعی حالتوں میں سے ہے ۔ کیونکہ جزع فزع کرکے انسان تھک کر خاموش ہو جاتا ہے ۔ اور یہ اس وقت خُلق ہو گا جب جانیوالی چیز کو خدا تعالیٰ کی امانت سمجھکر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے اور خدا کی رضا کے ساتھ راضی ہو معہ آیات قرآنیہ صفحہ ۳۶۱ - ۳۶۲

ہمدردی خُلق ۔ مثلاً قومی حمایت کا جوش ایک طبعی جوش ہے کہ کوّوں وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے ۔ مگر یہ خلق اُس وقت ہو گی جب یہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقعہ پر ہو ۔ اس کا نام عربی میں مواسات فارسی میں ہمدردی ہے اور آیات متعلقہ صفحہ ۳۶۳

ایک برتر ہستی کی تلاش ۔ (۱) منجملہ

۲ - رُوح کی پیدائش -

(الف) رُوح ایک نور ہے جو نطفہ میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہوتا ہے - اور جسم کی نشو ونما کے ساتھ چمکتا جاتا ہے پس رُوح اسی قالب میں سے ہی جو نطفہ سے رحم میں تیار ہوتا ہے ظہور پذیر ہو جاتی ہے - پیدا ہونے سے مُراد اس کا نمایاں ہو جانا ہے - رُوح باہر سے نہیں آتی وہ نطفہ میں ایسے مخفی ہوتی ہے جیسے آگ پتھر کے اندر - صحیح بات یہی ہے کہ رُوح جسم میں سے ہی نکلتی ہے - صـ ۳۲۱-۳۲۲

(ب) رُوح کی دوسری پیدائش یعنی رُوحانی مخلصانہ اعمال میں بھی ابتداء ہی سے ایک رُوح مخفی ہوتی ہے اور اعمال کا پورا قالب تیار ہونے کے وقت بجلی کی طرح ایک چیز اندر سے اپنی کھلی کھلی چمک دکھلانا شروع کر دیتی ہے - اور آیت فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین میں اسی طرف اشارہ ہے - یہ رُوح کی دوسری پیدائش بھی جسم کے ذریعہ ظہور میں آتی ہے - صـ ۳۲۲ - ۳۲۳

۳ - رُوحانی حالتیں

(الف) روحانی حالتوں کا منبع نفسِ مطمئنہ ہے جو انسان کو با اخلاق ہونے کے مرتبہ سے باخدا ہونے کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے - آیت یاایتھا النفس المطمئنۃ الآیۃ کی نہایت لطیف تفسیر - صـ ۳۷۷-۳۷۹

(ب) اعلیٰ درجہ کی رُوحانی حالت یہ ہے کہ تمام اطمینان اور سرور اور لذّت خدا میں ہو جائے - اسی کو بہشتی زندگی کہتے ہیں - صـ ۳۷۸

(ج) اس حالت میں ایمان انسان کا محبوب بن جاتا ہے اور کفر و بدکاری وغیرہ سے نفرت ہو جاتی ہے - اور آیات متعلقہ صـ ۳۷۹

(د) روحانی حالت کے مرتبہ پر انسان خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے اور تمام لذّت اُس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی اور تمام اعمالِ صالحہ تلذّذ کی کشش سے ظاہر ہونے لگتے ہیں - وہ نقد بہشت ہے جو رُوحانی انسان کو ملتا ہے - آئندہ کا بہشت درحقیقت اسی کے اظلال و آثار ہیں - مع آیاتِ قرآنیہ صـ ۳۸۵ - ۳۸۶

(ھ) اللہ تعالیٰ سے کامل رُوحانی تعلق پیدا کرنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے اور وصالِ الٰہی کے لئے ذریعہ از روئے قرآن اسلام اور دعائے فاتحہ ہے - اور تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں - صـ ۳۹۴

روحانیت

رُوحانیت ہر ایک خُلق کو موقعہ اور محل پر استعمال کرنے کے بعد پھر خدا تعالیٰ کی راہوں میں وفاداری کے ساتھ قدم مارنے سے اور اُسی کا

آتی ہے - آیت میں اشارہ ہے کہ انتہائی درجہ کے باخدا لوگ وہ پیالے پیتے ہیں جن میں زنجبیل ملی ہوتی ہے - صفحہ ۳۸۷-۳۸۸

نیز دیکھو "کافور" اور "زنجبیل"

شیطان

شیطان کے معنے ہلاک ہونے والا - شیط سے نکلا ہے - صفحہ ۳۹۲

ص

صدقہ

صدق سے مشتق ہے - پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ ایک ریاکاری کی حرکت ہوتی ہے - صفحہ ۳۵۴

صراطِ مستقیم

قانونِ قدرت بتا رہا ہے - ہر چیز کے حصول کے لئے ایک صراطِ مستقیم ہے جس پر اس کا حصول موقوف ہے - خدا کو پانے کے لئے صراطِ مستقیم یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی مع اپنی تمام قوتوں کے خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرکے پھر خدا کے وصال کے لئے دُعا میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعہ سے پاویں - اور سورۃ فاتحہ کا ذکر معہ مختصر تفسیر - صفحہ ۳۸۰-۳۸۱

صفاتِ الٰہیہ

ا - لا الٰہ الّا ھو - عالم الغیب (یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اُس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا -) عالم الشہادۃ - الرحمٰن - الرحیم مالک یوم الدین - الملک - القدوس - السلام - المؤمن - المھیمن - العزیز - الجبار - المتکبر - الخالق - الباری - المصور - قدیر - ربّ العالمین - الحیّ - القیوم اور ان صفات کی نہایت لطیف تشریح - صفحہ ۳۷۲-۳۷۶

ب - خدا تعالیٰ کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جُھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے مثلاً ایک طرف قرآن شریف میں علیم سمیع و بصیر فرمایا - دوسری طرف لیس کمثلہ شیء اور فلا تضربوا للہ الامثال فرمایا - صفحہ ۳۷۶-۳۷۷

ج - صفات کا ظہور - خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تا صفت خالقیت سے - اور پھر وہ سب کو ہلاک کریگا تا صفت قہاریت کے ساتھ اور ایک دن سب کو کامل زندگی بخش کر ایک میدان میں جمع کرے گا تا اپنی صفت قادریت کے ساتھ شناخت کیا جائے صفحہ ۴۰۸

ع

عارف

ا - عارف ایک مچھلی ہے جو خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے ذبح کی گئی - اور اس کا پانی خدا تعالیٰ کی محبت ہے - صفحہ ۳۲۷

ب - ایک باخدا انسان دنیا میں سے نہیں ہوتا

اسی لئے تو دنیا اس سے بغض رکھتی ہے۔ بلکہ وہ آسمان سے ہوتا ہے اسی لئے آسمانی نعمت اس کو ملتی ہے۔ دنیا کا آدمی دنیا کی نعمتیں پاتا ہے اور آسمان کا آسمانی نعمتیں۔
ص ۴۰۰

عالم

قرآنی تعلیم کی رُو سے تین عالم ثابت ہوتے ہیں۔

اوّل ۔ دنیا جس کا نام عالم کسب اور نشأ اولیٰ ہے۔
ص ۴۰۳

دوسرے عالم کا نام برزخ ہے۔

أ ۔ برزخ دو چیزوں کے درمیانی چیز کو کہتے ہیں۔ اور یہ زخ اور بر سے مرکب ہے۔ جس کے معنے ہیں طریق کسب اعمال ختم ہو گیا۔ اور ایک مخفی حالت میں پڑ گیا۔ کیونکہ اس حالت میں رُوح اور جسم الگ ہو جاتا ہے۔
ص ۴۰۳ - ۴۰۴

ب ۔ اسلامی اصول کی رُو سے انحال کیلئے رُوح کے لئے جسم کی رفاقت ضروری ہے برزخ میں جو جسم ہوگا وہ ایک نُور سے یا تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو تیار ہوتا ہے۔ گویا اس عالم کی عملی حالتیں برزخ میں جسم کا کام دیتی ہیں۔ عالم مکاشفات سے جن کو حصہ ملا ہے وہ اس کو جانتے ہیں۔ اور میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ پس مرنے کے بعد ہر ایک کو جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلماتی۔ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہوتے ہیں صرف عقل کے ذریعہ ان کا عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔
ص ۴۰۴ - ۴۰۶

ج ۔ خدا تعالیٰ سے غافل بدکاروں کو کلام الٰہی میں مُردہ اس لئے کہا کہ اُن کی زندگی کے اسباب جو کھانا پینا اور شہوتوں کی پیروی تھے منقطع ہو گئے۔ اور رُوحانی غذا سے اُن کو کچھ حصّہ نہ تھا۔ پس وہ درحقیقت مر گئے۔ مگر وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے محبّ ہیں وہ موت سے نہیں مرتے کیونکہ اُن کا پانی اور اُن کی روٹی اُن کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی لئے اُن کو زندہ قرار دیا ہے۔
ص ۴۰۶

تیسرا عالم بعث ہے۔

أ ۔ جبکہ ہر رُوح نیک ہو یا بد ایک کھلا کھلا جسم حاصل کریگی۔ اور ہر ایک شخص اپنی جزاء کے انتہائی نقطہ تک پہنچیگا اور اس سے متعلقہ آیات۔
ص ۴۰۶ - ۴۰۷

ب ۔ جزا سزا کی کارروائی تو موت کے بعد فقط تو شروع ہو جاتی ہے۔ دوزخی دوزخ میں اور بہشتی بہشت میں جاتے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایک اور تجلّی اعلیٰ کا دن ہے تا وہ اپنی قادریت کے ساتھ پہچانا جائے مع آیات قرآنیہ۔
ص ۴۰۷ - ۴۰۸

عالم معاد یا عالم آخرت کے متعلق تین قرآنی معارف

یہی تین طبعی اخلاقی رُوحانی اصلاحیں ہیں۔ باقی تمام احکام ان اصلاحوں کے لئے بطور وسائل ہیں۔ ص ۳۲۹

۴۔ اصلاح اوّل جو ادنیٰ درجہ کی طبعی حالتوں کے متعلق ہے اور یہ اصلاح اخلاق کے شعبوں میں سے شعبۂ ادب کے نام سے موسوم ہے۔ جس کی پابندی وحشیانہ اور چوپاؤں یا درندوں کی زندگی سے نجات بخشتی ہے۔ ان تمام آداب کے بارے میں قرآنی تعلیم۔ ص ۳۲۴-۳۲۷

۵۔ قرآن نے پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم کی نہیں بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی اصلاح کا سارا کام اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے۔ ص ۳۶۷

۶۔ قرآن نے ہی طبعی حالتوں اور اخلاق فاضلہ میں فرق کرکے دکھلایا۔ اور اخلاق فاضلہ کے محل عالی تک پہنچا کر رُوحانی حالتوں کے مقام تک پہنچنے کے لئے پاک معرفت کے دروازے کھول کر لاکھوں انسانوں کو اس تک پہنچا بھی دیا۔ اور دائرہ دینی تعلیم کو کمال تک پہنچایا اور آیت قرآنی۔ ص ۳۶۷-۳۶۸

قسم

اللہ تعالیٰ نے کے مختلف اشیاء کی قسم کھانے میں حکمت۔ ظاہر ہے کہ قسم کھانے والا خدا کی گواہی اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ سزا دینے پر قادر ہے۔ اسی لئے انسان کو مخلوق کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ مگر خدا کی قسم میں یہ حکمت ہے کہ تا وہ اپنے بدیہی کاموں کی شہادت سے نظری کاموں کو لوگوں کی نظر میں ثابت کرے۔ مثلاً سورۂ شمس میں سورج۔ چاند۔ زمین اور آسمان کے کمالات کو نفس ناطقہ انسان کے خواص کے لئے بطور شہادت کے پیش کیا کہ اس میں بھی ان تمام اجرام کے کمالات پائے جاتے ہیں۔ اور انسان ایک عالمِ صغیر ہے۔ اور کامل انسان روحانی روشنی کا دن ہے وغیرہ۔ ص ۴۲۵-۴۳۰

ک

کافور

ا۔ عربی زبان میں کَفر، دبانے اور ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ ص ۳۸۶

ب۔ مزاجھا کافورا۔ یعنی کافوری شربت پینے والوں نے ایسے خلوص سے انقطاع اور رجوع الی اللہ کا پیالہ پیا ہے کہ دنیا کی محبت بالکل ٹھنڈی ہوگئی ہے اور وہ نفسانی جذبات سے بالکل دُور نکل گئے۔ اور وہ ایسے دب گئے جیسا کہ کافور زہریلے مادوں کو دبا دیتا ہے۔ ص ۳۸۹

نیز دیکھو "شراب"

کفّارہ کا لطیف ردّ

اگر خالد کے پیٹ میں درد ہو اور زید اس پر رحم کر کے اپنا سر پھوڑے تو زید نے خالد کے حق میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا۔ ص۴۴۸

ل

لقائے الٰہی

جب انسان اپنے نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے لقائے الٰہی کے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ کان آنکھ ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مرضی کو پورا کرنا اُس کا اصل الاصول ٹھہر جاتا ہے۔ اس مرتبہ کے آدمی کے تمام تعلقاتِ سفلی کالعدم ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف پاتا ہے۔ اور اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے اب بھی دروازے کھلے ہیں۔ ص۳۹۹

م

محبّت الٰہی

جب انسان خدا تعالیٰ سے ایسی کامل محبت کرتا ہے کہ اس کا مرنا اور جینا اُس کے لئے ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی محبت اس پر اتارتا ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ جس کو دنیا نہیں جانتی۔ اُس نور سے ایک زمینی شخص آسمانی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کے اندر بولتا ہے۔ وغیرہ ص۳۸۳-۳۸۵

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آنحضرتؐ کی بعثت اُس وقت ہوئی جبکہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب ہو چکی تھی۔ ظھر الفساد فی البرّ والبحر۔ اور دنیا رُوحانی لحاظ سے مر چکی تھی۔ عرب کی حالت کا نقشہ۔ ص۳۲۸-۳۲۹

نیز دیکھو "عرب"

۲۔ انّک لعلیٰ خلق عظیم یعنی تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم احسان۔ صدق وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ ص۳۳۳

۳۔ آپؐ کے عرب سے ظہور کی وجہ

بنی اسمٰعیل کو بنی اسرائیلی تعلق والوں نے چھوڑ دیا۔ اور کسی دوسرے سے اُن کا رشتہ و تعلق نہ تھا۔ اور صرف عرب کا ملک ایسا تھا جو نبیوں کی تعلیموں سے محض ناواقف تھا اور تمام جہان سے پیچھے تھا۔ اس لئے آخر میں اُن کی نوبت آئی۔ اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ حصّہ دیوے۔ ص۳۶۷

۴۔ آپؐ کا مقامِ عالی

تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نکتہ پر آکر آپؐ کے وجود میں کمال کو پہنچ گئیں ص۳۶۷

۵۔ آپؐ کی زندگی کے دو زمانے

ایک دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا فتحیابی کا تا مصیبتوں کے وقت اور فتح و اقتدار کے وقت اخلاق آپؐ سے ظاہر ہوں اور اس کی تفصیل۔ صـ ۴۴۷ - ۴۴۸

۶ - آپؐ کا خلق عظیم آیت انّ صلوٰتی و نسکی الآیۃ میں ذکر ہوا ہے۔ صـ ۴۴۸

۷ - آپؐ کی مخلوق سے ہمدردی

آپؐ نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا۔ جیسا کہ آیت لعلّک باخع نفسک سے ظاہر ہے۔ صـ ۴۴۸ - ۴۴۹

۸ - محمدؐ اور جنگ

(الف) آپؐ کی لڑائیوں سے غرض خواہ نخواہ قتل کرنا نہ تھی بلکہ جنہوں نے تلوار اُٹھائی تھی اُنہیں کے ساتھ تلوار کا مقابلہ ہوا - غرض قتل کرنے والوں کا فتنہ فرو کرنے کے لئے بطور مدافعت شر کے وہ لڑائیاں تھیں۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ہزاروں بچے اور عورتیں بیگناہ قتل ہو کر آخر اسلام نابود ہو جاتا - صـ ۴۵۰ - ۴۵۱

(ب) ہر جگہ نرمی ملاطفت اور رحمت مناسب نہیں ہوتی جیسا کہ اگر ایک عضو کا بچاؤ ادنیٰ درجہ کے عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے پر موقوف ہوتا ہے۔ تو ہم جان کے بچانے کے لئے بلا تامّل اس عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا راستبازوں کو باطل پرستوں کے ہاتھ ہلاک ہونے سے بچانے کے لئے آسمان یا زمین سے مناسب تدابیر ظہور میں لاتا ہے۔ کیونکہ وہ جیسا رحیم ہے ویسا کریم بھی ہے۔ صـ ۴۵۱ - ۴۵۲

محصن یا محصنہ

جو حرامکاری یا اس کے مقدمات سے مجتنب رہ کر اس ناپاک بدکاری سے اپنے تئیں روکے جس کا نتیجہ دونوں کے لئے اِس عالم میں ذلّت اور لعنت اور دوسرے جہان میں عذاب آخرت ہے۔ صـ ۳۴۰

مکالمہ الٰہیہ کی ضرورت

خدا تعالیٰ کے وجود پر قلبی اطمینان بخشنے والی دلیل خدا تعالیٰ کا بندے سے مکالمہ کرنا اور انا الموجود کہنا ہے۔ ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ اور خدا تعالیٰ اَب بھی جس سے چاہے کلام کرتا ہے۔ صـ ۳۴۴ و صـ ۳۹۶

موت

۱ - انسان کی موت کے بعد کی حالت

نئی حالت نہیں ہوتی بلکہ وہی دنیا کی زندگی کی حالتیں یعنی عقائد و اعمال کی

کیفیت صالحہ یا غیر صالحہ زیادہ صفائی سے کھل جاتی ہے اور اس کا نمونہ عالمِ خواب میں پایا جاتا ہے۔ جس طرح خواب میں روحانیات کو جسمانی طور پر دکھلاتا ہے موت کے بعد بھی ہمارے اعمال اور اُنکے نتائج جسمانی طور پر ظاہر ہونگے۔ جس طرح خواب میں تمثلات کو واقعی چیزیں یقین کرتا ہے ایسا ہی عالمِ آخرت میں ہو گا۔ اور جنت دوزخ سے متعلقہ آیات۔

ص ۳۹۶ - ۴۰۰

۲ - موت کے بعد کی حالتوں کو قرآن کریم نے تین قسم پر منقسم کیا ہے۔ اور عالمِ معاد کے متعلق تین قرآنی معارف ہیں۔

ص ۴۰۰ دیکھو زیر "عالمِ معاد"

ن

نفس

نفس کی تین اقسام جو انسان کی حالتوں کا مورد و مصدر ہیں۔ ص ۳۱۶ - ۳۱۷

۱ - نفسِ امّارہ :-

نفسِ امّارہ کی جو تمام طبعی حالتوں کا مورد و مصدر ہیں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے۔ انّ النفس لامّارۃ بالسّوء۔ ص ۳۱۶ - ۳۱۷

نیز دیکھو " انسان کی طبعی حالتیں"

۲ - نفسِ لوّامہ اخلاقی حالتوں کے سرچشمہ کا نام قرآن نے رکھا ہے۔ ولا اقسم بالنفس اللّوّامۃ۔ لوّامہ نام اس لئے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور راضی نہیں ہوتا کہ انسان حیوانات کے مشابہ زندگی بسر کرے۔

ص ۳۱۷ - ۳۱۸ و ص ۳۸۰

۳ - نفسِ مطمئنۃ - یہ روحانی حالتوں کے سرچشمہ کا نام قرآن نے رکھا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ الآیۃ اس مرتبہ میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر روحانی قوتوں سے بھر جاتا اور خدا تعالیٰ کے بغیر جی ہی نہیں سکتا۔ اور اسی دنیا میں بہشت اس کو مل جاتا ہے۔ ص ۳۱۸

و ص ۳۷۸ - ۳۸۰

نیکی

حقیقی نیکی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے۔ یعنی زیادتی اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان۔ محل اور موقعہ کا پہچاننا ایک وسط ہے۔ نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے۔ اور وسط موقعہ بینی میں۔ ص ۳۷۹ نیز دیکھو "حق"

و

وحی

قرآن شریف نے ضرورت وحی و الہام کے

ثابت کرنے کے لئے قانون قدرت سے گواہی میں
آسمان وزمین کی قسم کھائی ہے ۔ والسماء
ذات الرجع والارض ذات الصدع ۔
انه لقول فصل وما هو بالهزل ۔
یعنی بے وقت نہیں آیا ۔ موسم کے مینہ کی
طرح آیا ہے ۔ اور جیسے ضرورت کے وقت
آسمان سے بارش ہونے پر زمین کے کنوؤں کا
پانی چڑھ آتا ہے ۔ یہی رشتہ وحی اللہ اور
عقل کا ہے ۔ وحی اللہ آسمانی پانی اور عقل
زمینی پانی ہے جو ہمیشہ آسمانی پانی الہام سے
ترتیب پاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب الہام
کے نزول پر لمبا عرصہ گذر جاتا ہے تو عقلمندوں
کی عقلیں خراب ہو جاتی ہیں ۔ آنحضرتؐ کے زمانہ
کی مثال ۔ پس عقل کو رہبر نہ بناؤ ۔ وہ ایسا
پانی نہیں جو آسمانی پانی کے سوا موجود رہ
سکے ۔ ۴۲۸ — ۴۳۰

نیز دیکھو "الہام"